جامعہ دارالتقوی لاہور کا ترجمان

ماہنامہ

دارالتقوی لاہور

ربیع الثانی / جمادی الاوّل ۱۴۴۰ھ ---- جنوری 2019

تقلید کی شرعی حیثیت

اتحاد تنظیمات مدارس کے وفد کی وزیر اعظم سے ملاقات

جامعہ دارالتقویٰ کی تقریبِ انعامات

امتیازی درجات میں کامیاب ہونے والے بنین وبنات کے نتائج

Ghani

Pakistan's No. 1 Glass Brand

GHANI CLEAR

GHANI GREEN

GHANI BROWN

GHANI REFLECTIVE

GHANI TEMPERED

GHANI GREY

GHANI MIRROR

GHANI DOUBLE GLAZED

CONSUMER Demand AWARD 2013-2014 2015-2016

BRAND SCIENTIST AWARDS 2014

Brands of the year Award IT'S ALL ABOUT CHAMPIONS 2013-14-15-16

NFEH's Corporate Social Responsibility Awards 2016

WHO'S WHO PROFESSIONALS AWARD Recognition of Achievement

Ghani Glass Limited

LEADERS IN GLASS

www.ghaniglass.com UAN: 111-949-949

ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ

دارالتقویٰ

لاہور

جمادی الاوّل ۱۴۴۰ھ جنوری : 2019ء

مدیر

جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 4

زیر سرپرستی

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ

حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ

حضرت مولانا اویس احمد صاحب

مدیر مسئول مولانا عبدالودود ربانی

مجلس ادارت

مفتی محمد اسامہ

مولانا ذوالکفل

مجلس مشاورت

حضرت مولانا عثمان صاحب

حضرت مولانا عامر رشید صاحب

حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب

اس دائرے میں سرخ نشان

مدت خریداری کے ختم ہونے کی علامت ہے

فی شمارہ : ۳۰ روپے

سالانہ بدل خرچ: ۳۵۰ روپے

سالانہ رسالے کے اجراء کے لیے مذکورہ پتہ پر منی آرڈر کریں

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقویٰ

متصل جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

فون نمبر: 042-35967905

0321-7771130

Email Address

monthlydarultaqwa@gmail.com

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس

مقام اشاعت: متصل جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

فہرست

حرف اولیں	مدیر	5
درس قرآن	مفتی محمد شفیع عثمانیؒ	9
درس حدیث	مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب	12

☆☆☆ **مقالات ومضامین** ☆☆☆

اپنے رب سے تعلق ایسا ہو!	مولانا محمد عثمان صاحب	15
تقلید کی شرعی حیثیت	مفتی تقی عثمانی صاحب	20
اتحاد تنظیمات مدارس کے وفد کی وزیراعظم سے ملاقات	مولانا قاری حنیف جالندھری	31
جامعہ دارالتقویٰ کی تقریب تقسیم انعامات	مولانا عبدالودود ربانی	36
التجائے محبت	مولانا ذوالکفل	40
خوش آمدیدی کلمات	مفتی شعیب احمد	43
حضرت مولانا نعیم الدین کا تقریب سے خطاب	مولوی لئیق احمد	48
آپ کے مسائل کا حل	دارالافتاء والتحقیق	57
اعمالِ قرآنی	حضرت حکیم الامتؒ	61
تبصرۂ کتب	مولانا عبدالودود ربانی	62
نتائج	ادارہ	63

حرف اولیں

"پیغام مدارس دینیہ کانفرنس لاہور" کا اعلامیہ

مورخہ 23 دسمبر بروز اتوار ناصر باغ لاہور میں پیغام مدارس دینیہ کانفرنس منعقد ہوئی جس سے جید علماء کرام اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مرکزی قیادت نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی مختصر روئیداد اور علماء کرام کے بیانات کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام ''پیغام مدارس دینیہ کانفرنس'' میں مقررین نے مدارس کی حرمت کو ہر صورت برقرار رکھنے کا عزم کرتے ہوئے کہا ہے کہ علماء کرام پہلے ہی قومی دھارے میں ہیں جب بھی ضرورت پڑی مدارس کے طلباء واساتذہ فوج کے شانہ بشانہ ملک کی جغرافیائی حفاظت کیلئے باہر نکلیں گے انہوں نے کہا کہ پاکستان کے مدارس اجتماعیت کا ذریعہ ہے جبکہ دنیاوی تعلیمی نصاب نے قوم کو اکسفورڈ، آغا خان، انگلش اور اردو میڈیم میں تقسیم کر رکھا ہے دینی تعلیمی نصاب پڑھنے والوں نے قوم کے وقار کو بلند کیا جبکہ دنیاوی نصاب پڑھنے والوں نے قوم کے خزانے کو لوٹا اور کرپشن کی ہے انہوں نے کہا کہ مغرب کے غلیظ پروپگنڈہ کے باوجود مدارس پر عوام کا اعتماد بڑھتا جارہا ہے ریاست مدینہ بنانے کے دعوے کرنے والے حکمرانوں کو علم ہونا چاہیے کہ ریاست مدینہ میں مدارس کو ختم نہیں بلکہ فروغ دیا جاتا ہے جب تک حکومت اور اتحاد تنظیمات مدارس کے درمیان کوائف فارم پر اتفاق نہیں ہوجاتا کوئی مدرسہ کسی سرکاری اہلکار کو تفصیلات فراہم نہیں کرئے گا گذشتہ روز ناصر باغ لاہور میں ہونے والے دینی مدارس وجامعات کی تعلیمی رفاعی اور قومی خدمات سے روشناس کروانے کیلئے منعقدہ ''پیغام مدارس دینیہ کانفرنس'' سے متحدہ علماء

بورڈ پنجاب کے صدر وجامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی ،وفاق المدارس العربیہ پنجاب کے ترجمان وناظم مولانا قاضی عبدالرشید،مولانا حضرت مفتی محمد حسن ،مفتی طاہر مسعود،قاری احمد میاں تھانوی ،مولانا زبیر احمد ظہیر،مفتی عزیز الرحمن ،مفتی خرم یوسف ،مولانا عبدالقدوس محمدی نے خطاب کیا جبکہ الحاج حافظ صغیر احمد،مولانا انیس الرحمن ،مولانا رشید میاں ،مولانا محب النبی،مفتی احمد علی ،مفتی عبدالرحیم چترالی،مولانا الطاف گوندل،قاری محمد رفیق ،میاں اویس ،میاں عفان ،مولانا عبداللہ مدنی،مولانا نعیم الدین ،مولانا عبدالغفور سروہی سمیت متعدد جید علماء کرام وحضرات نے خطاب کیا متحدہ علماء بورڈ پنجاب کے صدر وجامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی نے کہا کہ مولوی لازوال شخصیت ہے کسی کے مٹانے سے یہ مٹ نہیں سکتا قرآن کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے اسی طرح حفاظ کرام کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وفاق المدارس العربیہ پنجاب کے ترجمان وناظم مولانا قاضی عبدالرشید نے کہا کہ خون کے آخری قطرے تک مدارس اور ختم نبوت کا تحفظ کریں گے مدارس کی حرمت پر آنچ نہیں آنے دیں گے انہوں نے کہا کہ مدارس اور عالم ہر شخص کی ضرورت ہے مدارس کے قوم کے محسن ، پاکستان کے محافظ ،قوم کی اجتماعیت ،رحمت اور نزول کا ذریعہ ہے حکمرانوں نے اربوں روپے خرچ کر کے تعلیم کے نام پر قوم کو تقسیم کر رکھا ہے جہاں قوم کا نظریہ ختم ہو چکا ہے جس نصاب سے قوم کو سورۃ اخلاص نہ آئے نبی اکرم ﷺ کا نام یاد نہ رہے اس نصاب کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے جبکہ کراچی سے خیبر تک مدارس نے قوم کو تقسیم نہیں کیا بلکہ لسانیت کا خاتمہ کیا امیر اور غریب کا بیٹا ایک ہی صف پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتا ہے انہوں نے کہا کہ آج تک ہماری یونیورسٹیوں میں جرمنی ،فرانس اور دیگر مغربی ممالک سے طلباء پڑھنے نہیں آئے جبکہ پاکستانی مدارس میں دنیا بھر سے لوگ تعلیم حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں سعودی میں ایک سال کے دوران 5 ہزار حفاظ کرام بنتے ہیں جبکہ پاکستان میں تقریبا ایک لاکھ سالانہ حفاظ کرام تیار ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف کے دور میں 4 ہزار مدارس وفاق المدارس سے الحاق رکھتے تھے اس کے جانے کے بعد یہ تعداد 14 ہزار ہوگئی آج یہ تعداد بڑھ کر 22 ہزار ہوگئی ہے آئے روز مدارس میں طلباء کی تعداد بڑھتی جارہی ہے جو کہ قوم کا مدارس پر اعتماد کی نشانی ہے انہوں نے کہا کہ مغرب کے غلیظ پروپگنڈہ

اور کفرے ایڑھی چوٹی کے زور کے باوجود ساڑھے بارہ کروڑ لوگ مدارس سے جڑے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ علماء کرام پہلے ہی قومی دھارے میں ہیں جب بھی ضرورت پڑی مدارس کے طلباء واساتذہ فوج کے شانہ بشانہ ملک کی جغرافیائی حفاظت کیلئے باہر نکلیں گے جبکہ سکول کالج یونیورسٹی میں دنیاوی نصاب پڑھنے والے مشکل وقت میں ملک سے بھاگ جائیں گے انہوں نے مدارس کے مہتمم حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک حکومت اور اتحاد تنظیمات مدارس کے درمیان کوائف فارم پر اتفاق نہیں ہوجاتا کوئی مدرسہ کسی سرکاری اہلکار کو تفصیلات فراہم نہ کرے حکومت مدارس کے ذمہ داران سے ملکر فوری طور پر اصول وضوابط کے مطابق کوائف فارم تیار کرے۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن نے کہا کہ مدارس کسی عمارت نہیں بلکہ دین کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو باقی رکھنا ہے مدارس بھی تا قیامت برقرار رہیں گے حضرت مفتی طاہر مسعود کا کہنا تھا کہ ریاست مدینہ بنانے کے دعوے کرنے والے حکمرانوں کو علم ہونا چاہیے کہ ریاست مدینہ میں مدارس کو ختم نہیں بلکہ فروغ دیا جاتا ہے۔

مسلم معاشروں میں نیو ایئر نائٹ پر فحاشی کا فروغ افسوسناک ہے۔

25 دسمبر عیسائی کرسمس ڈے کے طور پر مناتے ہیں۔ یہ دن عیسائی برادری کے لئے عید کا دن ہوتا ہے۔ گرجا گھروں میں کیک کاٹے جاتے ہیں اور مذہبی رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ یہ دن عیسائیوں کے کفریہ اور مشرکانہ عقائد سے منسوب ہے جس کی یہاں تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں۔

یہاں عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اہل اسلام بھی عیسائیوں کی ان مذہبی رسومات میں شامل ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ ستم ظریفی کی بات تو یہ ہے کہ پہلے کرسمس تقریبات میں حکمران شریک ہوا کرتے تھے اور انفرادی طور پر لوگ اس میں شریک ہوتے تھے اب یہ تقریبات سرکاری سطح پر منائی جارہی ہیں۔ بہت سے مسلم نوجوان بھی اس دن کرسمس کیک کاٹ کر ان سے اظہار یکجہتی کرتے ہیں اور پھر یک جہتی کی آڑ میں عیسائیوں کے ساتھ ان تمام خرافات میں شریک ہوجاتے ہیں جو نہ صرف اخلاقی اعتبار سے مسلم معاشرے کے لئے زہر قاتل ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات کفریہ اور مشرکانہ رسومات ادا کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

مغربی تہذیب نے بہت سی بے ہودہ رسوم ورواج کو جنم دیا ہے اور بدتہذیبی اور بدکرداری کے نئے نئے طریقے ایجاد کئے ہیں، جس کی لپیٹ میں اس وقت پوری دنیا ہے اور بطور خاص مسلم معاشرہ اس کی فتنہ سامانیوں کا شکار ہوتا جارہا ہے۔ مختلف عنوانات سے دنوں کو منانے اور اس میں رنگ رلیاں رچانے کے کلچر کو ایسے منظم انداز میں فروغ دیا جارہا ہے کہ اس پر کسی گہری سازش کا گماں ہوتا ہے۔ ہمارا میڈیا بھی اس موقعے پر مثبت کردار ادا کرنے کی بجائے نہ صرف ان کا ہمنوا نظر آتا ہے بلکہ ان اخلاق باختہ خرافات کو پروان چڑھاتا نظر آتا ہے۔

کرسمس کے بعد اب سال نو کے جشن کا سماں ہے لوگ اپنی پسند کے مطابق سال نو کا جشن منانے میں مصروف ہیں۔ نئے سال کی سب سے بڑی تقریبات مسلم ممالک میں ہورہی ہیں۔ بڑے بڑے ٹاورز میں آتش بازی، مبارکباد کے پیغامات چلائے جاتے ہیں۔ دیکھا جائے تو تمام مذاہب اور قومیتوں کے مختلف تہوار اور خوشی کے ایام ہوتے ہیں۔ ہر دن کے پیچھے کوئی نہ کوئی پیغام ضرور پوشیدہ ہوتا ہے لیکن ہم بغیر سوچے سمجھے غیروں کے ان تہواروں میں ان کے ساتھ شریک ہوجاتے ہیں۔ ۔سال نو کے آمد پر ہمیں خرافات کے بجائے عبادات کی طرف راغب ہونا چاہیے۔

افسوس ہم غیروں کی نقالی میں اس حد تک گر چکے ہیں کہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی اقدار وروایات کا جنازہ نکال کر مغربی کلچر کیلئے میدان سجارہے ہیں۔ جو شخص اسلامی سال کے پہلے مہینے کی خبر نہیں رکھتا وہ عیسائیوں کا ترتیب دیا ہوا نظامِ تاریخ کے پہلے دن کا جشن مناتا دکھائی دیتا ہے۔ ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ، مسلمانوں کا اپنا قمری نظامِ تاریخ ہے جو نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے شروع ہوتا ہے، جس کا پہلا مہینہ محرم الحرام ہے، اکثر دوست احباب اس کی آمد سے بے خبر ہوتے ہیں۔

ہمیں بحیثیت مسلمان اسلامی روایات واقدار کو فروغ دینا چاہئے۔ ہمارے اپنے اسلامی وقومی تہوار ہیں، جن کو منانے اور فروغ دینے کی ضرورت ہے اگر ہماری زندگیوں میں اسلامی تعلیمات اور سنتوں کا عکس نمایاں ہوجائے تو یہ خرافات خود بخود دم توڑ جائیں گی۔ اللہ ہمیں سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

والسلام

اویس احمد

درسِ قرآن

مفتی محمد شفیعؒ

مَردوں کوعورتوں پر حاکم بنایا گیا ہے

...سورۃالنساء.....آیت نمبر 34

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا

ترجمہ:

" مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال ۔ پھر جو عورتیں نیک ہیں سو تابعدار ہیں نگہبانی کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو۔ پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا ہے"۔

تفسیر:

پہلی آیتوں میں مذکور تھا کہ مرد اور عورتوں کے حقوق کی پوری رعایت فرمائی گئی اگر رعایت حقوق میں

فرق ہوتا تو عورتوں کو شکایت کا موقع ہوتا۔ اب اس آیت میں مرد اور عورت کے درجہ کو بتلاتے ہیں کہ مرد کا درجہ بڑھا ہوا ہے عورت کے درجہ سے۔ اس لئے فرق مدارج کے باعث جو احکام میں فرق ہوگا وہ سراسر حکمت اور قابل رعایت ہوگا اس میں عورت اور مرد با قاعدہ حکمت ہرگز برابر نہیں ہو سکتے عورتوں کو اس کی خواہش کرنی بالکل بیجا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ مردوں کو عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے حاکم اور نگران حال بنایا دو وجہ سے اول بڑی اور وھبی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصل سے بعضوں کو بعضوں پر یعنی مردوں کو عورتوں پر علم وعمل میں کہ جن دونوں پر تمام کمالات کا مدار ہے فضیلت اور بڑائی عطا فرمائی جس کی تشریح احادیث میں موجود ہے۔ دوسری وجہ جو کسبی ہے یہ ہے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور مہر اور خوراک اور پوشاک جملہ ضروریات کا تکفل کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کی حکم برداری کرنی چاہئے۔

فائدہ: ایک صحابیہ نے اپنے خاوند کی نافرمانی بہت کی۔ آخر کو مرد نے ایک طمانچہ مارا۔ عورت نے اپنے باپ سے فریاد کی۔ عورت کے باپ نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آکر احوال ظاہر کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ خاوند سے بدلہ لیوے۔ اتنے میں یہ آیت اتری اس پر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ ہم نے کچھ چاہا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ اور چاہا اور جو کچھ اللہ نے چاہا وہی خیر ہے۔

ف ٤ یعنی جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کی تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کے پیٹھ پیچھے اس کی رضا کے موافق اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اپنے نفس اور مال زوج میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں۔

ف ٥ یعنی اگر کوئی عورت خاوند سے بدخوئی کرے تو پہلا درجہ تو یہ ہے کہ مرد اس کو زبانی فہمایش کرے اور سمجھاوے اگر نہ مانے تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ جدا سووے لیکن اسی گھر میں۔ اس پر بھی نہ مانے تو آخری درجہ یہ ہے کہ اس کو مارے بھی، پر نہ ایسا کہ جس کا نشان باقی رہے یا ہڈی ٹوٹے ہر تقصیر کا ایک درجہ ہے۔ اسی کے موافق تادیب اور تنبیہ کی اجازت ہے۔ جس کے تین درجے ترتیب وار آیت میں مذکور ہیں اور مارنا پیٹنا آخر کا درجہ ہے۔ سرسری قصور پر نہ مارے ہاں قصور زیادہ ہو پھر مارنے میں حرج نہیں جس قدر مناسب ہو مارے پیٹے مگر اس کا لحاظ رہے کہ ہڈی نہ ٹوٹے اور نہ ایسا زخم پہنچائے کہ جس کا نشان باقی رہ جائے۔

ف ٦ یعنی وہ عورتیں تمہاری نصیحت یا علیحدگی یا ضرب وتادیب کے بعد اگر بدخوئی اور نافرمانی سے باز

آجائیں اور بظاہر مطیع ہوجائیں تو تم بھی بس کر جاؤ اور ان کے قصوروں کی کھود کرید مت کرو اور خواہ مخواہ ان کے ملزم بنانے میں خدا سے ڈرو۔ بیشک اللہ تم سب سے غالب اور سب پر حاکم ہے۔ نہ عورتوں کے معاملہ میں خواہ مخواہ کی بدگمانی سے کام لو اور نہ تھوڑے قصور پر اخیر کی سزا دینے لگو بلکہ ہر قصور کی ایک حد ہے اور مارنا اخیر کا درجہ ہے۔

• • •

اہم اعلان

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ قبل ازیں ادارہ ہذا نے جامعہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا جمشید خان نوراللہ مرقدہ کی شخصیت اور ان کی دینی وتبلیغی خدمات پر "خاص نمبر" کا اہتمام کیا تھا جسے علمی، تبلیغی، تعلیمی وعوامی حلقوں میں بے پناہ پسند کیا گیا۔ حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی وفات کے بعد انہیں حلقوں کی طرف سے مطالبہ زور پکڑتا جارہا ہے کہ حاجی صاحبؒ پر بھی "خاص نمبر" شائع کیا جائے۔

لہذا قارئین کے پُرزور اصرار کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارہ ہذا نے "حاجی عبدالوہابؒ نمبر" کی اشاعت کا فیصلہ کیا ہے۔ حاجی صاحب کے تمام خادمین، محبین، معتقدین اور قارئین سے گذارش ہے کہ حاجی صاحبؒ کی شخصیت کے روشن پہلوؤں، ان کی دینی وتبلیغی خدمات، ہدایات ونصائح اور ان کے دعوتی نکات پر مشتمل مضامین مستند حوالہ جات کے ساتھ جلد از جلد درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھیج دیں تاکہ "خاص نمبر" کی بروقت اشاعت ممکن ہوسکے۔

ادارہ

Whats app No:0322/2333224

E.Mail:darultaqwa.online@ gmail.com

www.darultaqwa.org

درسِ حدیث
ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب
رئیس الافتاء جامعہ دارالتقویٰ

ولیمہ

ولیمہ کی تاکید

عَنْ أَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ (عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ (بخاری)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں (مدینہ منورہ آنے کے بعد) حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ نے نکاح کیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ولیمہ کرو اگرچہ (اس میں صرف) ایک بکری ہی ہو۔

نبی ﷺ کے دئے ہوئے ولیمے

عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ (بخاری)

حضرت ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر ہوا تو فرمایا جیسا ولیمہ نبی ﷺ نے ان کے نکاح پر دیا ویسا کسی اور زوجہ کے ساتھ نکاح پر نہیں دیا (اس وقت کشادگی ہونے کی وجہ سے) آپ ﷺ نے ولیمہ میں ایک بکری پکا کر کھلائی۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ بَنٰی بِزَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا (بخاری)

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (سے نکاح کے بعد ان) کے ساتھ رات گزاری تو ولیمہ دیا اور لوگوں کو پیٹ بھر کر روٹی اور گوشت کھلایا۔

-2عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ شَیْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ (بخاری)

صفیہ بنت شیبہ رحمہا اللہ کہتی ہیں نبی ﷺ نے اپنی ایک زوجہ سے نکاح پر دو مد (یعنی تقریباً 900 گرام) جَو (پکا کر) اس کا ولیمہ کھلایا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ خَیْبَرَ وَالْمَدِیْنَةِ ثَلَاثَ لَیَالٍ یُبْنٰی عَلَیْهِ بِصَفِیَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ إِلٰی وَلِیْمَتِهٖ وَمَا کَانَ فِیْهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا کَانَ فِیْهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأُلْقِیَ عَلَیْهَا التَّمْرَ وَالْإِقِطَّ وَالسَّمْنَ (بخاری)

حضرت انسؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے خیبر اور مدینہ (منورہ) کے درمیان صہباء کے مقام پر تین دن قیام کیا جہاں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (کے ساتھ نکاح) کے سبب سے آپ ﷺ کے لئے خیمہ لگایا گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ (کے ارشاد پر آپ) کے ولیمہ کی مسلمانوں کو دعوت دی۔ اس ولیمہ میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا اس میں تو بس یہ تھا کہ آپ ﷺ نے دسترخوانوں کا حکم دیا جو بچھا دیئے گئے پھر آپ نے ان پر چھوارے اور پنیر اور گھی (کے ٹکڑے کر کے ان کا جو آمیزہ بنا جس کو حدیث میں حیس کہا گیا ہے وہ) رکھ دیا۔

ولیمہ کا وقت میاں بیوی کی یکجائی کے بعد ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ بَنٰی بِزَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ (بخاری)

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ یکجائی کی تو ولیمہ کھلایا۔

کوئی عذر نہ ہوتو ولیمہ کی دعوت قبول کرے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِیَ أَحَدُکُمْ إِلَی الْوَلِیْمَةِ فَلْیَاتِهَا (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں کسی کو ولیمہ پر بلایا جائے (اور اس کو کوئی عذر نہ ہو) تو وہ (دعوت کو قبول کرتے ہوئے) ولیمہ کے لئے حاضر ہو۔

ولیمہ پر صرف مالداروں کو بلانا فقراء کو نہ بلانا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْأَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا برے کھانوں میں سے ولیمہ کا وہ کھانا (بھی) ہے جس میں صرف مالداروں کو دعوت دی گئی ہو اور فقراء کو چھوڑ دیا گیا ہو۔

ولیمہ کتنے دن تک

عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِیْفٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَلْوَلِیْمَةُ أَوَّلَ یَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِیْ مَعْرُوْفٌ وَالْیَوْمَ الثَّالِثَ سُمْعَةٌ وَرِیَاءٌ (ابو داؤد)

ایک ثقفی صحابی سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا ولیمہ پہلے دن تو حق ہے اور دوسرے دن (بھی اگر کھلایا تو یہ بھی) بھلی بات ہے (تاکہ جو پہلے دن آنے سے رہ گئے ہوں ان کو دوسرے دن کھلا دیا اور (عام طور سے) تیسرے دن (ضرورت نہیں رہتی لہٰذا پھر بھی کھلائے تو وہ عام طور سے) شہرت اور دکھلاوا ہوتا ہے۔

• • •

حضرت مولانا محمد عثمان مدظلہ
نائب مہتمم جامعہ دارالتقویٰ

اپنے رب سے تعلق ایسا ہو!

آخری قسط

حضرت محمد ﷺ کی مسلسل محنت اور تگ و دو سے صحابہ کرام کا تعلق اللہ پاک کے ساتھ ایسا بن گیا کہ ان حضرات کو براہِ راست اللہ پاک سے لینا آ گیا اور بعض حضرات کا تعلق مع اللہ ایسا تھا کہ اگر یہ حضرات کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے پر اللہ کی قسم کھا لیتے تو اللہ پاک ان کی قسموں کو ضرور پورا کر دیتے۔ اس بات کو حدیث پاک میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا۔

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ بہت سے بکھرے ہوئے بالوں والے غبار آلود لوگ جن کو لوگ اپنے دروازوں سے ہٹا دیں اور ان کی پرواہ بھی نہ کریں، ایسے ہیں کہ اگر اللہ جل شانہ، پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ ان کی بات کو پورا کرے۔ (مسلم شریف)

ذیل میں صحابہ کرام اور ان کے ضمن میں تابعین کے اِسی نوعیت کے چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں:۔

جعفر بن سلیمان ؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن دینار ؒ کے ساتھ ایک دفعہ بصرہ میں چل رہا تھا۔ ایک عالی شان محل پر گذر ہوا، جس کی تعمیر جاری تھی اور ایک نوجوان بیٹھا ہوا معماروں کو ہدایت دے رہا تھا کہ یہاں یہ بنے گا وہاں اس طرح بنے گا۔ مالک بن دینار ؒ اس نوجوان کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ شخص کیسا حسین نوجوان ہے اور کس چیز میں پھنس رہا ہے، اس کو اس تعمیر میں کیسا انہماک ہے میری طبیعت پر یہ تقاضا ہے کہ میں اللہ سے اس نوجوان کے لیے دعا کروں کہ وہ اس کو اس جھگڑے سے چھڑا کر اپنا مخلص بندہ

بنالے۔ کیسا اچھا ہوا گر یہ جنت کے نوجوانوں میں بن جائے۔ جعفر! چل، اس نوجوان کے پاس چلیں۔

حضرت جعفرؒ کہتے ہیں کہ ہم دونوں اس نوجوان کے پاس گئے اس کو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، (وہ مالکؒ سے واقف تھا) مگر مالکؒ کو پہچانا نہیں۔ تھوڑی دیر میں پہچانا تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: کیسے تشریف آوری ہوئی؟ مالکؒ نے فرمایا: تم نے اپنے اس مکان میں کس قدر روپیہ لگانے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا ایک لاکھ دِرَم۔ مالکؒ نے فرمایا کہ اگر تم یہ ایک لاکھ دِرَم مجھے دے دو تو میں تمہارے لیے جنت میں ایک مکان کا ذمہ لیتا ہوں جو اس سے بدرجہا بہتر ہوگا اور اس میں حشم وخدم بہت سے ہوں گے۔ اس میں خیمے اور قبے سرخ یاقوت کے ہوں گے، جن پر موتی جڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کی مٹی زعفران کی ہوگی، اس کا گارا مشک سے بنا ہوگا جس کی خوشبوئیں مہکتی ہوں گی۔ وہ کبھی نہ پرانا ہوگا نہ ٹوٹے گا۔ اس کو معمار نہیں بنائیں گے، بلکہ حق تعالیٰ شانہٗ کے اَمرِ ''کُن'' سے تیار ہو جائے گا۔ اس نوجوان نے کہا: مجھے سوچنے کے لیے آج رات کی مہلت دیجیے، کل صبح آپ تشریف لاویں تو میں اس کے متعلق اپنی رائے عرض کروں گا۔

حضرت مالکؒ واپس چلے آئے، اور رات بھر اس نوجوان کے فکر اور سوچ میں رہے۔ آخر شب میں اس کے لیے بہت عاجزی سے دعا کی۔ جب صبح ہوئی تو ہم دونوں اس کے مکان پر گئے۔ وہ نوجوان دروازہ سے باہر ہی انتظار میں بیٹھا تھا اور جب حضرت مالکؒ کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ حضرت مالکؒ نے فرمایا: تمہاری کل کی بات میں کیا رائے رہی؟ اس نوجوان نے کہا کہ آپ اس چیز کو پورا کریں گے جس کا کل آپ نے وعدہ فرمایا تھا؟ حضرت مالکؒ نے فرمایا: ضرور۔ اس نے دراہم کے توڑے سامنے لا کر رکھ دیے اور دوات قلم لا کر رکھ دیا۔ حضرت مالکؒ نے ایک پرچہ لکھا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا کہ ''یہ اِقرار نامہ ہے کہ مالک بن دینار نے فلاں شخص سے اس کا ذمہ لیا ہے کہ اس کے اس محل کے بدلہ میں حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں اس کو ایسا ایسا محل جس کی صفت اوپر بیان کی گئی (جو جو صفات اس مکان کی اوپر گذریں وہ سب لکھنے کے بعد لکھا) ملے گا، بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ عمدہ اور بہتر جو عمدہ سایہ میں حق تعالیٰ شانہٗ کے قریب ہوگا''۔ یہ پرچہ لکھ کر اس کے حوالہ کر دیا اور ایک لاکھ دِرَم اس سے لے کر چلے آئے۔

جعفرؒ کہتے ہیں کہ شام کو حضرت مالکؒ کے پاس اس میں سے اتنا بھی باقی نہ تھا کہ ایک وقت کے کھانے ہی کا کام چل سکے۔ اس واقعہ کو چالیس دن بھی نہ گزرے تھے کہ ایک دن حضرت مالکؒ جب صبح

کی نماز سے فارغ ہوئے تو مسجد کی محراب میں ایک پرچہ پڑا دیکھا۔ یہ وہی پرچہ تھا جو مالکؒ نے اس نوجوان کو لکھ کر دیا تھا اور اس کی پشت پر بغیر روشنائی کے لکھا ہوا تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے مالک بن دینار کے ذمہ کی براءت ہے۔ جس مکان کا تم نے اس نوجوان سے ذمہ لیا تھا وہ ہم نے اس کو پورا پورا دے دیا اور اس سے ستّر گُنے زیادہ دے دیا۔ حضرت مالکؒ اس پرچہ کو پڑھ کر متحیر سے ہوئے۔ اس کے بعد ہم اس نوجوان کے مکان پر گئے تو وہاں مکان پر سیاہی کا نشان تھا (جو سوگ کی علامت کے طور پر لگایا ہوگا) اور رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ ہم نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان کا کل گذشتہ انتقال ہوگیا۔ ہم نے پوچھا کہ اس کا غسل میت کس نے دیا تھا؟ اس کو بلایا گیا۔ ہم نے اس سے اس کے نہلانے اور کفانے کی کیفیت پوچھی۔ اس نے کہا کہ اس نوجوان نے اپنے مرنے سے پہلے مجھے ایک پرچہ دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ جب تو مجھے نہلا کر کفن پہنائے تو یہ پرچہ اس میں رکھ دینا۔ میں نے اس کو نہلایا، کفنایا، اور وہ پرچہ اس کے کفن کے اور بدن کے درمیان میں رکھ دیا۔

حضرت مالکؒ نے وہ پرچہ اپنے پاس سے نکال کر اس کو دکھایا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ وہی پرچہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے اس کو موت دی! یہ پرچہ میں نے خود اس کے کفن کے اندر رکھا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر ایک دوسرا نوجوان اٹھا اور کہنے لگا کہ مالک! آپ مجھ سے دو لاکھ دِرَم لے لیجیے اور مجھے بھی پرچہ لکھ دیجیے۔ حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ وہ بات دور چلی گئی، اب نہیں ہوسکتا۔ اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اس کے بعد جب بھی مالکؒ اس نوجوان کا ذکر فرماتے تو رونے لگتے اور اس کے لیے دعا کرتے تھے۔ (روض الریاحین)۔ بزرگوں کو اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے پیش آتے ہیں کہ جوش میں کوئی بات زبان سے نکل گئی حق تعالیٰ شانہٗ اس کو اسی طرح پورا فرماتے ہیں، جس کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاک ارشاد میں ان الفاظ سے نقل کیا گیا کہ بہت سے بکھرے ہوئے بالوں والے غبار آلودہ لوگ، جن کو لوگ اپنے دروازہ سے ہٹا دیں اور ان کی پرواہ بھی نہ کریں، ایسے ہیں کہ اگر اللہ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ ان کی بات کو پورا کرے۔ (مسلم شریف)

شیخ صفوی نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ منصور کو یہ اطلاع ملی کہ سفیان ثوری انصاف قائم نہ کرنے کے سلسلے میں ان پر طعن وتشنیع کرتے ہیں، تو جب منصور حج کو گیا اور اسے یہ اطلاع ملی کہ سفیان ثوری مکے میں ہیں تو اس نے اپنے آگے ایک جماعت کو بھیج دیا اور ان سے کہا: تم جہاں کہیں بھی سفیان ثوری کو پاؤ تو اسے پکڑ کر

تختہ دار پر لٹکا دو، چنانچہ ان لوگوں نے حضرت سفیانؒ کو سولی دینے کیلئے لکڑی نصب کردی، حضرت سفیان ثوریؒ اس وقت مسجد حرام میں تھے اس حالت میں کہ آپ کا سر مبارک حضرت فضیل بن عیاض کی گود میں تھا اور آپ کے دونوں پیر حضرت سفیان بن عیینہ کی گود میں تھے، تو ان پر خوف کی وجہ سے، ان سے کہا گیا، خدارا آپ دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دیں، آپ اٹھئے اور (کسی جگہ) روپوش ہوجایئے۔ چنانچہ حضرت سفیانؒ اٹھے اور چل پڑے جب آپ ملتزم کے پاس پہنچے تو کچھ دیر کیلئے ٹھہر گئے اور فرمایا: اس کعبہ کے رب کی قسم! منصور اس میں (مکہ میں) داخل نہیں ہوسکے گا۔ حالانکہ وہ جبل حجون تک پہنچ گیا تھا، چنانچہ وہیں اس کی سواری پھسل گئی تو وہ اس کی پشت سے گر پڑا اور فوراً ہی راہی ملک عدم ہوگیا، پھر حضرت سفیانؒ باہر تشریف لائے اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

حضرت زیاد بن سمبہ نے حضرت امیر معاویہؓ کے پاس خط لکھا کہ میں نے عراق کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیا ہے اور میرا بایاں ہاتھ خالی ہے (وہ ان سے حجاز کے بارے میں تعریض کررہا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس پر بھی حملہ کروں) یہ اطلاع حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ملی تو انہوں نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا! اے اللہ! تو ہمارے لیے زیاد کے بائیں ہاتھ کی جانب سے کافی ہوجا۔ چنانچہ اللہ پاک نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی فریاد کی لاج رکھتے ہوئے زیاد بن سمبہ کے بائیں ہاتھ میں پھنسی نکال دی جس کے سبب اس کی موت واقعہ ہوگئی۔

حضرت اسیر بن جابرؒ سے مروی ہے کہ اہلِ یمن کے قافلے آنے پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ کچھ دیر میں حضرت اویس بن عامر خدمت میں حاضر ہوئے (تو ان علامات کی تصدیق کے لئے جو آپؐ کے متعلق رسول اللہ ﷺ حضرت عمر فاروقؓ کو بتائی تھیں اس انداز میں مکالمہ فرمایا کہ) آپ ہی اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں

فرمایا: کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ آپ کو برص کی بیماری تھی اور وہ ٹھیک ہوچکی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا: کیا آپ کی والدہ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے کہ تمھارے پاس اہلِ یمن کے قافلے کے ساتھ "مراد" کی شاخ "قرن" سے ایک شخص "اویس بن

عامر" آئے گا (اس کو پہچاننے کی علامات یہ ہوں گی کہ) 1۔ وہ برص کی بیماری میں مبتلاء ہوگا جو ایک درہم کی مقدار کے علاوہ باقی سب ٹھیک ہوجائے گی۔ 2۔ وہ اپنی والدہ کا خدمت گزار ہوگا (اس کی یہ شان ہے کہ) 3۔ اگر وہ (کسی کام کے لئے) اللہ کی قسم کھالے تو اللہ پاک اس کی قسم کو ضرور پورا کرے گا۔ اِے عمر! اگر ممکن ہو تو اس سے اپنے لئے استغفار کروانا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت اویس بن عامر سے فرمایا کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ لہذا حضرت اویس نے حضرت عمر فاروقؓ کے لئے استغفار کیا۔

• • •

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ہاں طلبہ کی عظمت

خودداری اور عزت نفس کا تحفظ انسان کا بنیادی حق ہے۔ تربیت کے زمانے میں مربی اور استاذ کو اس کا خاص لحاظ رکھنا چاہئے کہ تربیت حاصل کرنے والے کی عزت نفس کو ٹھیس نہ لگے، اور وہ عزت نفس کا پاسدار بن جائے۔ چنانچہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ علیہ اس کا پورا اہتمام فرماتے تھے کہ طلبہ جو مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کے اکرام میں کوئی کمی نہ آجائے اور وہ عزت نفس کو برقرار رکھ سکیں۔ ملاحظہ فرمائیے ایک واقعہ:

ایک مرتبہ کسی طالب علم کو کھلی ہوئی روٹی لاتے ہوئے آپ نے دیکھ لیا، اس کو پاس بلایا اور پوچھا، تمہارا کھانا کہاں مقرر ہے۔ طالب علم نے آپ ہی کے کسی رشتہ دار کا نام لیا۔ حضرت امام ربانی نے فرمایا اچھا اب وہاں سے کھانا نہ لانا، ہمارے گھر سے آیا کرے گا۔ ادھر اہل خانہ سے ناراضی کے کلمات کہلا بھیجے کہ افسوس اس وجہ سے تاکہ بیچارے پردیسی علم دین حاصل کرنے تمہاری روٹیوں پر پڑے ہیں، ان کو دروازے کا فقیر سمجھ کر ایسا برتاؤ کیا گیا، سو کیا مضائقہ ہے "ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست" تم اپنی روٹی اپنے پاس رکھو۔ ان کا خدا ان کے لئے دوسرا انتظام کرے گا۔ وہ عفت مآب بی بی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عذرات پیش کرکے خطا معاف کرائی" کہ حضرت آئندہ کبھی ایسا نہ ہوگا، آپ دیکھیں گے کہ دسترخوان میں کھانا ڈھک کر تعظیم کے ساتھ طلبہ کے سامنے پیش کیا کروں گی۔"

عذر و تقصیر آپ نے منظور فرمالیا اور اس وقت طالب علم سے کہا کہ اب وہیں سے کھانا لایا کرو جہاں سے لاتے تھے۔ (تذکرۃ الرشید مطبوعہ دارالکتاب دیوبند، ج:۱، ص:۱۴۱)

افادات: شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

جمع وترتیب: محمد ارمغان ارمان

تقلید کی شرعی حیثیت

(فرقہ غیر مقلدین جو "عمل بالحدیث" کے دعوے دار اور "اہلِ حدیث" کے نام سے موسوم ہیں؛ مگر عملاً بہت سی صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ تقلید کو شرک وحرام کہتے ہیں؛ جبکہ خود اپنی جماعت کے نام نہاد علماء اور اُردو تراجمِ کتب کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں۔ اپنے آپ کو "سلفی" کہلواتے ہیں؛ مگر اُمت کے اکابر و اسلاف یعنی ائمہ مجتہدین، فقہا، علماء، صوفیاء اور صالحین (حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی بے ادبی و گستاخی اور توہین وتذلیل کرتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔

عوام الناس کی سادہ لوحی وکم علمی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے "قرآن وحدیث" کے نام پر اپنے آزاد مشرب وموقف کو رائج و عام کر رہے ہیں، اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ صرف اہلِ حدیث ہی راہِ حق پر ہیں، اس کے برخلاف اہل السنۃ والجماعۃ یعنی ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین گمراہ اور مشرک ہیں۔ یوں اُمتِ مسلمہ میں اتفاق واتحاد کے بجائے افتراق وانتشار اور لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔

الحمدللہ! مسئلہ "تقلید واجتہاد" اور اس پر کیے گئے اعتراضات وشبہات کے جوابات پر بے شمار کتابیں مفصل ومدلل لکھی جا چکی ہیں، اُنھی میں سے ایک نمونہ اَسلاف شیخ الاسلام فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی "تقلید کی شرعی حیثیت" بھی ہے جو کہ مختصر؛ مگر نہایت جامع، آسان زبان اور اکابر و

اسلاف اہل السنۃ والجماعۃ کے موقف کی صحیح ترجمان ہے؛ اس لیے اس کتاب کا خلاصہ اِفادۂ عام کی غرض سے پیش کیا جارہا ہے؛ تاکہ تقلید کی حقیقت وضرورت اور ترکِ تقلید کے نقصانات سے آگاہی ہو)

تقلید کی حقیقت

اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا کہ دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی؛ اس لیے واجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے احکامِ الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے، کون سی چیز حلال ہے؟ کون سی چیز حرام؟ کیا جائز ہے؟ کیا ناجائز؟ ان تمام معاملات میں خالصتاً اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنی ہے، اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے کسی اور کی اطاعت کرنے کا قائل ہو اور اس کو مستقل بالذات مُطاع سمجھتا ہو، وہ یقینا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنت کے احکام کی اطاعت کرے۔

لیکن قرآن وسنت میں بعض احکام تو ایسے ہیں کہ جنھیں ہر معمولی لکھا پڑھا آدمی سمجھ سکتا ہے، ان میں کوئی اِجمال (اختصار)، اِبہام (غیر واضح) یا تعارض (مخالفت، باہمی ضد) نہیں ہے؛ بلکہ جو شخص بھی انھیں پڑھے گا وہ کسی اُلجھن کے بغیر اُن کا مطلب سمجھ لے گا۔ (ص:۷)

جیسے: پانچ نمازیں، زکوٰۃ، روزے اور حج وغیرہ کی فرضیت، اور زنا، لواطت، شراب نوشی، چوری اور قتل وغیرہ کی حرمت۔ قرآن وسنت کے ان متفقہ اور قطعی احکام میں کسی اجتہاد وتقلید کی ضرورت پیش نہیں آتی اور نہ ہی جائز ہے؛ کیونکہ اس میں کوئی پیچیدگی اور اشتباہ نہیں۔

اس کے برعکس قرآن وسنت کے بہت سے احکام وہ ہیں جن میں کوئی اِبہام یا اِجمال پایا جاتا ہے، اور کچھ ایسے بھی ہیں جو قرآن ہی کی کسی دوسری آیت یا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کسی دوسری حدیث سے متعارض معلوم ہوتے ہیں۔ (ص:۸) جیسے: عبادات اور معاملات وغیرہ کے فروعی مسائل، جن میں اجتہاد کیا جاتا ہے اور علماء کا اختلاف ہوتا ہے۔

اب قرآن وحدیث سے احکام کے مستنبط کرنے کی دوصورتیں ہیں:

ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم اپنی فہم وبصیرت پر اعتماد کرکے اس قسم کے معاملات میں خود کوئی فیصلہ کر

لیں اور اس پر عمل کریں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات میں از خود کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے یہ دیکھیں کہ قرآن وسنت کے ان ارشادات سے ہمارے جلیل القدر اسلاف نے کیا سمجھا ہے؟ چنانچہ قرونِ اولیٰ کے جن بزرگوں کو ہم علومِ قرآن وسنت کا زیادہ ماہر پائیں، ان کی فہم وبصیرت پر اعتماد کریں اور انھوں نے جو کچھ سمجھا ہے اس کے مطابق عمل کریں۔ (ص:۹،۱۰)

ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت خاصی خطرناک ہے، اور دوسری صورت بہت محتاط۔ (چند وجوہات ذکر کرنے کے بعد فرمایا) ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اگر ہم اپنی فہم پر اعتماد کرنے کے بجائے قرآن وسنت کے مختلف التعبیر پیچیدہ احکام میں اس مطلب کو اختیار کرلیں جو ہمارے اسلاف میں سے کسی عالم نے سمجھا ہے، تو کہا جائے گا کہ "ہم نے فلاں عالم کی تقلید کی ہے"؛ یہ ہے تقلید کی حقیقت۔ (ص:۱۰)

یہ بات واضح ہوگئی کہ: کسی امام یا مجتہد کی تقلید صرف اس موقع پر کی جاتی ہے جہاں قرآن وسنت سے کسی حکم کے سمجھنے میں کوئی دُشواری ہو۔ (ص:۱۰)

کسی امام یا مجتہد کی تقلید کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اُسے بذاتِ خود واجب الاطاعت سمجھ کر اتباع کی جارہی ہے، یا اُسے شارع (شریعت بنانے والا، قانون ساز) کا درجہ دے کر اس کی ہر بات کو واجب الاتباع سمجھا جارہا ہے؛ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ پیروی تو قرآن وسنت کی مقصود ہے؛ لیکن قرآن وسنت کی مراد کو سمجھنے کے لیے بحیثیت شارحِ قانون اُن کی بیان کی ہوئی تشریح وتعبیر پر اعتماد کیا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت کے قطعی احکام میں کسی امام یا مجتہد کی تقلید ضروری نہیں سمجھی گئی؛ کیونکہ وہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اصل مقصد اس کے بغیر بآسانی حاصل ہوجاتا ہے۔ (ص:۱۳،۱۴)

مقلد اپنے امام کے قول کو مآخذِ شریعت نہیں سمجھتا؛ کیونکہ مآخذِ شریعت صرف قرآن وسنت (اور انہی کے ذیل میں اجماع وقیاس) ہیں؛ البتہ یہ سمجھ کر اس کے قول پر عمل کرتا ہے کہ چونکہ وہ قرآن وسنت کے علوم میں پوری بصیرت کا حامل ہے؛ اس لیے اس نے قرآن وسنت سے جو مطلب سمجھا ہے وہ میرے لیے زیادہ قابلِ اعتماد ہے (اور اسی اعتماد کا نام "تقلید" ہے)۔

اب آپ بہ نظرِ انصاف غور فرمائیے کہ اس عمل میں کون سی بات ایسی ہے جسے "گناہ" یا "شرک" کہا جاسکے؟ یاد رکھیے! جس طرح تقلید کی مخالفت اور شرعی مسائل میں خود رائی قابلِ ملامت ہے، اسی طرح تقلید میں جمود اور غلو بھی قابلِ مذمت ہے۔ (ص:۱۴،۱۵۶)

تقلید کی دوصورتیں

ایک یہ ہے کہ تقلید کے لیے کسی خاص امام ومجتہد کو معین نہ کیا جائے؛ بلکہ اگر ایک مسئلہ میں ایک عالم کا مسلک اختیار کیا گیا ہے تو دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے عالم کی رائے قبول کر لی جائے، اس کو "تقلیدِ مطلق" یا "تقلیدِ عام" یا "تقلیدِ غیر شخصی" کہا جاتا ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ تقلید کے لیے کسی ایک مجتہد عالم (کے مکتبِ فکر) کو اختیار کیا جائے، اور ہر ایک مسئلہ میں اسی کا قول اختیار کیا جائے، اُسے "تقلیدِ شخصی" کہا جاتا ہے۔

تقلید کی ان دونوں قسموں کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ ایک شخص براہِ راست قرآن وسنت سے احکام مستنبط کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو وہ جس مجتہد کو قرآن وسنت کے علوم کا ماہر سمجھتا ہے اس کی فہم و بصیرت اور اس کے تفقہ پر اعتماد کر کے اس کی تشریحات کے مطابق عمل کرتا ہے، اور یہ وہ چیز ہے جس کا جواز؛ بلکہ وجوب قرآن وسنت کے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔ (ص:۱۵)

چنانچہ صحابہ کرام میں سے جو حضرات اپنے آپ کو اہلِ استنباط واجتہاد نہیں سمجھتے تھے، وہ فقہاءِ صحابہ □ سے رجوع کرتے وقت اُن سے دلائل کی تحقیق نہیں فرماتے تھے؛ بلکہ اُن کے بتائے ہوئے مسائل پر اعتماد کر کے عمل فرماتے تھے۔ (ص:۳۴)

قرآن وسنت سے چند دلائل اور عہدِ صحابہ وتابعین میں تقلیدِ مطلق وتقلیدِ شخصی پر عمل کی چند مثالیں پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ: غرض مندرجہ بالا روایات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ تقلید کی دونوں قسموں (شخصی اور غیر شخصی) پر صحابہ کرام کے عہدِ مبارک میں عمل ہوتا رہا ہے، اور حقیقت یہی ہے کہ جو شخص قرآن وسنت سے براہِ راست احکام مستنبط کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اصل کے اعتبار سے اس کے لیے تقلید کی دونوں قسمیں جائز اور درست تھیں۔ (ص:۵۹)

"تقلیدِ شخصی" کی ضرورت

تقلید پر عمل کرنے کے لیے "تقلیدِ مطلق" یا "تقلیدِ شخصی" میں سے جس صورت پر بھی عمل کر لیا جائے، اصلاً جائز ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے ہمارے بعد کے فقہاء پر جو اپنے اپنے زمانے کے نبض شناس تھے اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمانے کے بدلتے ہوئے حالات پر نگاہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی تھی، انھوں نے بعد میں

ایک زبردست انتظامی مصلحت کے تحت تقلید کی مذکورہ دونوں قسموں میں سے صرف "تقلیدِ شخصی" کو عمل کے لیے اختیار فرمالیا، اور یہ فتویٰ دے دیا کہ اب لوگوں کو صرف تقلیدِ شخصی پر عمل کرنا چاہیے اور کبھی کسی امام کی تقلید کے بجائے کسی ایک مجتہد (کے مکتبِ فکر) کو متعین کرکے اسی کے مذہب کی پیروی کرنی چاہیے! (ص:۶۰،۶۱)

وہ زبردست "انتظامی مصلحت" کیا تھی؟ بطورِ تمہید پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ "خواہش پرستی" وہ زبردست گمراہی ہے جو بسا اوقات انسان کو کفر تک پہنچادیتی ہے؛ اسی لیے قرآن وحدیث میں بے شمار مقامات پر خواہش پرستی کی مذمت اور اس سے دامن بچانے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ خواہش پرستی کی دو صورتیں ہیں: ایک تو یہ ہے کہ انسان بُرے کام کو بُرا اور گناہ کو گناہ سمجھے؛ مگر اپنے نفس کی خواہشات سے مجبور ہوکر اس میں مبتلا ہو جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انسان اپنی نفسانی خواہشات کی غلامی میں اس حد تک پہنچ جائے کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرڈالے اور دین وشریعت کو کھلونا بنادے۔

یہ دوسری صورت پہلی سے زیادہ سنگین، خطرناک اور تباہ کن ہے؛ کیونکہ پہلی صورت میں جرم پر نادم ہو کر توبہ کرنے کی اُمید رہتی ہے، اس کے برعکس دوسری صورت میں ایسا نہیں ہے۔

فقہاء کرام نے محسوس فرمایا کہ لوگوں میں دیانت کا معیار روز بروز گھٹ رہا ہے، احتیاط اور تقویٰ اُٹھتے جارہے ہیں، ایسی صورت میں اگر تقلیدِ مطلق کا دروازہ چوپٹ کھلا رہا تو بہت سے لوگ جان بوجھ کر اور بہت سے غیر شعوری طور پر خواہش پرستی میں مبتلا ہوجائیں گے۔

مثلاً: ایک شخص کے سردی کے موسم میں خون نکل آیا، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا وضو ٹوٹ گیا، اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں ٹوٹا، وہ اپنی تن آسانی کی وجہ سے اس وقت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کرکے بلا وضو نماز پڑھ لے گا۔ پھر اُس کے تھوڑی دیر بعد اگر اس نے کسی عورت کو چُھو لیا، تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا وضو جاتا رہا، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برقرار ہے، اس کی تن آسانی اس موقع پر اُسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کا سبق دے گی، اور پھر وہ بلا وضو نماز کے لیے کھڑا ہوجائے گا۔

غرض جس امام کے قول میں اُسے آرام اور فائدہ نظر آئے گا اسے اختیار کرے گا، اور جس قول میں کوئی مضرت نظر آئے یا خواہشات کی قربانی دینی پڑے اُسے چھوڑ دے گا، اور ایسا بھی ہوگا کہ اس کا نفس اسی قول کی صحت کی دلیلیں سُجھائے گا جو اُس کے لیے زیادہ آسان ہے اور وہ بالکل غیر شعوری طور پر خواہش پرستی میں مبتلا

ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی باتوں کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ احکامِ شرعیہ نفسانی خواہشات کا ایک کھلونا بن کر رہ جائیں گے، اور یہ وہ چیز ہے جس کے حرام قطعی ہونے میں آج تک کسی مسلمان کا اختلاف نہیں ہوا۔ (ص:۶۱، ۶۲)

اپنی خواہشاتِ نفس کے تابع ہوکر ایک چیز کو کبھی حلال اور کبھی حرام کر لینا اور جس مذہب میں نفسانی فائدہ نظر آئے اُسے اختیار کر لینا اتنا بڑا جرم ہے کہ وہ کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ اس موضوع پر قرآن و حدیث کی نصوص اور علماء اُمت کی تصریحات بے شمار ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ تسلیم فرماتے ہیں کہ اپنی خواہشات کے تابع ہوکر کبھی کسی کا اور کبھی کسی کا مذہب اختیار کر لینا بہ اجماعِ اُمت ناجائز ہے۔

صحابہ و تابعین کے زمانے میں؛ چونکہ خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کا غلبہ تھا؛ اس لیے اُس دَور میں "تقلیدِ مطلق" سے یہ اندیشہ نہیں تھا کہ لوگ اپنی خواہشات کے تابع ہوکبھی کسی مجتہد کا اور کبھی کسی مجتہد کا قول اختیار کریں گے؛ اس لیے اُس دَور میں "تقلیدِ مطلق" پر بے روک ٹوک عمل ہوتا رہا اور اُس میں کوئی قباحت نہیں سمجھی گئی؛ لیکن بعد کے فقہاء نے جب یہ دیکھا کہ دیانت کا معیار روز بروز گھٹ رہا ہے اور لوگوں پر نفسانیت غالب آتی جارہی ہے تو اس وقت انھوں نے مذکورہ بالا انتظامی مصلحت سے یہ فتویٰ دیا کہ اب لوگوں کو صرف تقلیدِ شخصی پر عمل کرنا چاہیے اور "تقلیدِ مطلق" کا طریقہ ترک کر دینا چاہیے، یہ کوئی شرعی حکم نہیں تھا؛ بلکہ ایک انتظامی فتویٰ تھا۔ (ص:۶۵)

مختلف مذاہب سے آسانیاں تلاش کر کے اُن پر عمل کرنا کیوں ناجائز ہے؟ اس سے کیا کیا مفاسد پیدا ہوتے ہیں؟ اور تقلیدِ شخصی کے رواج کے اسباب کیا ہیں؟ تفصیل کتاب ھذا میں دیکھئے۔ (ص:۶۹، ۷۰)

اگر تقلیدِ مطلق کی عام اجازت ہو اور ہر شخص کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ جس مسئلے میں جس فقیہ کی چاہے تقلید کر لے تو اس قسم کے اقوال کو جمع کر کے ایک ایسا مذہب تیار ہوسکتا ہے جس کا بانی نفس اور شیطان ہو گا، اور دین کو اس طرح خواہشات کا کھلونا بنا لینا کسی کے مذہب میں جائز نہیں ہے۔ اسی بناء پر بعد کے فقہاء نے یہ فرمایا کہ اب تقلیدِ شخصی کی پابندی ضروری ہے اور کسی ایک مجتہد (کے مکتبِ فکر) کو معین کر کے ہر مسئلے میں اسی کی پیروی کی جائے تاکہ نفسِ انسانی کو حلال و حرام کے مسائل میں شرارت کا موقع نہ مل سکے۔ (ص:۶۸)

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کے دَور میں دیانت عام تھی، جس پر اعتماد کیا جا سکتا تھا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے اُن کی نفسانیت اس قدر مغلوب تھی کہ خاص طور سے شریعت کے احکام میں انھیں خواہشات کی پیروی کا خطرہ نہیں تھا؛ اس لیے ان حضرات کے دَور میں تقلیدِ مطلق اور

تقلیدِ شخصی دونوں پر عمل ہوتا رہا، بعد میں جب یہ زبردست خطرہ سامنے آیا تو تقلید کو "تقلیدِ شخصی" میں محصور کر دیا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو احکامِ شریعت کے معاملہ میں جو افراتفری برپا ہوتی، اس کا تصور ہم مشکل ہی سے کر سکتے ہیں۔ (ص:۷۱)

چند شبہات کا ازالہ

تقلیدِ شخصی کی حقیقت وضرورت واضح ہو جانے کے بعد دو مشہور شبہات کے جواب ملاحظہ ہوں:

(۱) جو چیز عہدِ صحابہ وتابعین میں ضروری نہ تھی، بعد میں کیسے ضروری قرار دے دی گئی؟

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں جمعِ قرآن کا واقعہ "تقلیدِ شخصی" کے معاملے کی ایک واضح نظیر ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمت کی جس اجتماعی مصلحت کی بناء پر ایسا کیا، وہی صورتِ حال تقلید کے معاملے میں بھی پیش آئی، لہٰذا اس عمل کو بدعت نہیں کہا جا سکتا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اُمت کو کسی مقصد کے حصول کے لیے متعدد امور کا اختیار ملا ہو تو وہ زمانے کے فساد کے پیشِ نظر ان میں سے کسی ایک طریقے کو اختیار کر کے باقی طریقوں کو چھوڑ سکتی ہے، اور تقلیدِ شخصی کے معاملے میں اس سے زائد کچھ نہیں ہوا۔ (ص:۷۸)

(۲) اگر کسی بھی ایک امام کو معین کر کے اس کی تقلید کرنا ٹھہرا، تو پھر صرف ان چار اماموں کی کیا خصوصیت ہے؟ اُمت کے دوسرے مجتہدین کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی؟

جواب: ان حضرات کے فقہی مذاہب مدوّن شکل میں محفوظ نہیں رہ سکے، اگر ان حضرات کے مذاہب بھی اس طرح مدوّن ہوتے جس طرح ائمہ اربعہ کے مذاہب مدوّن ہیں تو بلاشبہ ان میں سے کسی کو بھی تقلید کے لیے اختیار کیا جا سکتا تھا؛ لیکن نہ تو ان حضرات کے مذاہب کی مفصل کتابیں مدوّن ہیں، نہ ان مذاہب کے علماء پائے جاتے ہیں، اس لیے اب ان کی تقلید کی کوئی صورت نہیں ہے۔ (ص:۷۹)

تقلید کے درجات اور اُن کے احکام

تقلید کرنے والے کے لحاظ سے تقلید کے چار مختلف درجات اور اُن کے احکام ہیں۔ ان درجات میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور غیر مقلدین کے بیشتر اعتراضات اسی فرقِ مراتب کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ ان چار درجات کا سمجھنا بہت ضروری ہے، وہ بالترتیب یہ ہیں:

(۱) عوام کی تقلید (۲) متبحر عالم کی تقلید (۳) مجتہد فی المذہب کی تقلید (۴) مجتہد مطلق کی تقلید۔

(۱) عوام کی تقلید:

"عوام" سے ہماری مراد مندرجۂ ذیل اقسام کے حضرات ہیں:

(۱)۔ وہ حضرات جو عربی زبان اور اسلامی علوم سے بالکل ناواقف ہوں، خواہ وہ دوسرے فنون میں کتنے ہی تعلیم یافتہ اور ماہر و محقق ہوں۔

(۲)۔ وہ حضرات جو عربی زبان جانتے اور عربی کتابیں سمجھ سکتے ہوں؛ لیکن انھوں نے تفسیر، حدیث، فقہ اور متعلقہ دینی علوم کو باقاعدہ اساتذہ سے نہ پڑھا ہو۔

(۳)۔ وہ حضرات جو رسمی طور پر اسلامی علوم سے فارغ التحصیل ہوں؛ لیکن تفسیر، حدیث، فقہ اور ان کے اصولوں میں اچھی استعداد اور بصیرت پیدا نہ ہوئی ہو۔

یہ تینوں قسم کے حضرات تقلید کے معاملے میں "عوام" ہی کی صف میں شمار ہوں گے، اور تینوں کا حکم ایک ہی ہے۔ اس قسم کے عوام کو "تقلید محض" کے سوا چارہ نہیں؛ کیونکہ ان میں اتنی استعداد اور صلاحیت نہیں ہے کہ وہ براہِ راست کتاب وسنت کو سمجھ سکیں، یا اس کے متعارض دلائل میں تطبیق وترجیح کا فیصلہ کرسکیں۔ لہٰذا احکامِ شریعت پر عمل کرنے کے لیے ان کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ کسی مجتہد کا دامن پکڑیں اور اس سے مسائلِ شریعت معلوم کریں۔ (ص:۸۵، ۸۶)

اس درجے کے مقلد کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ دلائل کی بحث میں اُلجھے اور یہ دیکھنے کی کوشش کرے کہ کون سے فقیہ ومجتہد کی دلیل زیادہ راجح ہے؟ اس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ کسی مجتہد کو متعین کرکے ہر معاملے میں اسی کے قول پر اعتماد کرتا رہے؛ کیونکہ اس کے اندر اتنی استعداد موجود نہیں ہے کہ وہ دلائل کے راجح و مرجوح ہونے کا فیصلہ کرسکے؛ بلکہ ایسے شخص کو اگر اتفاقاً کوئی حدیث ایسی نظر آجائے جو بظاہر اس کے امام مجتہد کے مسلک کے خلاف معلوم ہوتی ہو، تب بھی اس کا فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے امام ومجتہد کے مسلک پر عمل کرے، اور حدیث کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا صحیح مطلب میں نہیں سمجھ سکا، یا یہ کہ امام مجتہد کے پاس اُس کے معارض کوئی قوی دلیل ہوگی اور اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پاکر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے، تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری اور سنگین

گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط ایک ایسا وسیع وعمیق فن ہے کہ اس میں عمریں کھپا کر بھی ہر شخص اس پر عبور حاصل نہیں کرسکتا۔ (ص:۸۷)

ایسی احادیث بیسیوں ہیں، جن کو قرآن وسنت کے علوم میں کافی مہارت کے بغیر انسان دیکھے گا تو لامحالہ غلط فہمیوں میں مبتلا ہوگا۔ اسی بناء پر علماء نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے علمِ دین باقاعدہ حاصل نہ کیا ہو، اُسے قرآن وحدیث کا مطالعہ ماہر استاذ کی مدد کے بغیر نہیں کرنا چاہیے۔ (ص:۹۱)

ہمارے فقہاء نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ عوام کو براہِ راست قرآن وحدیث سے احکامِ شریعت معلوم کرنے کے بجائے علماء وفقہاء کی طرف رجوع کرنا چاہیے؛ بلکہ فقہاء نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کسی عام آدمی کو کوئی مفتی غلط فتویٰ دے دے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا، عام آدمی کو معذور سمجھا جائے گا؛ لیکن اگر عام آدمی کوئی حدیث دیکھ کر اس کا مطلب غلط سمجھے اور اس پر عمل کرلے، تو وہ معذور نہیں ہے؛ کیونکہ اس کا کام کسی مفتی کی طرف رجوع کرنا تھا، خود قرآن وسنت سے مسائل کا استنباط اس کا کام نہ تھا۔ (ص:۹۲، ۹۳)

(۲) متبحر عالم کی تقلید:

"متبحر عالم" سے ہماری مراد ایسا شخص ہے جو اگرچہ رُتبۂ اجتہاد تک نہ پہنچا ہو؛ لیکن اسلامی علوم کو باقاعدہ ماہر اساتذہ سے حاصل کرنے کے بعد انہی علوم کی تدریس وتصنیف کی خدمت میں اکابر علماء کے زیرِ نگرانی عرصۂ دراز تک مشغول رہا ہو، تفسیر، حدیث، فقہ اور ان کے اصول اسے مستحضر ہوں، اور وہ کسی مسئلے کی تحقیق میں اسلاف کے افادات سے بخوبی فائدہ اُٹھا سکتا ہو، اور ان کے طرزِ تصنیف واستدلال کا مزاج شناس ہونے کی بناء پر ان کی صحیح مراد تک پہنچ سکتا ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ ایسے شخص کو "متبحر فی المذہب" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ایسا شخص بھی اگرچہ رُتبۂ اجتہاد تک نہ پہنچنے کی وجہ سے مقلد ہی ہوتا ہے؛ لیکن وہ اپنے مذہب کا مفتی بن سکتا ہے، ایسے شخص کی تقلید عوام کی تقلید سے کچھ امور میں مختلف ہوتی ہے۔ (ص:۹۴، ۹۵)

ایک متبحر عالم کن شرائط کے ساتھ حدیثِ صحیح کی بنیاد پر اپنے امام مجتہد کے قول کو چھوڑ سکتا ہے؟ علمائے اُصولِ فقہ کی کتب سے اُن شرائط کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ علمائے اُصول کی مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں ایک متبحر عالم اگر کسی مسئلے کے تمام پہلوؤں اور ان کے دلائل کا احاطہ کرنے کے بعد کم از کم اُس مسئلہ میں اجتہاد کے درجہ تک پہنچ گیا ہو (خواہ وہ پوری شریعت میں مجتہد نہ ہو) تو وہ یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ

میرے امام مجتہد کا مسلک فلاں حدیثِ صحیح کے خلاف ہے۔ ایسے موقع پر اس کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ امام کے قول کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرے۔ (ص: ۱۰۴)

لیکن اس طرح جزوی طور پر اپنے امام سے اختلاف کرنے کے باوجود مجموعی طور پر اُسے مقلد ہی کہا اور سمجھا جاتا ہے؛ چنانچہ بہت سے فقہاءِ حنفیہ نے اسی بناء پر امام ابوحنیفہ کے قول کو ترک کر کے دوسرے ائمہ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ (ص: ۱۰۷)

تنبیہ: البتہ یہ مسئلہ انتہائی نازک ہے؛ اس لیے اس میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے، اور ہر شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو متبحر علماء کی صف میں شمار کر کے اس منصب پر فائز ہو جائے، اور اُوپر جو شرائط بیان کی گئی ہیں اُن کی رعایت رکھے بغیر احکامِ شرعیہ میں تصرف شروع کر دے۔ (ص: ۱۰۸)

(۳) مجتہد فی المذہب کی تقلید:

"مجتہد فی المذہب" اُن حضرات کو کہتے ہیں جو استدلال و استنباط کے بنیادی اُصولوں میں کسی مجتہد مطلق کے طریقے کے پابند ہوتے ہیں؛ لیکن اُن اصول وقواعد کے تحت جزوی مسائل کو براہِ راست قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ وغیرہ سے مستنبط کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں؛ چنانچہ ایسے حضرات اپنے مجتہد مطلق سے بہت سے فروعی احکام میں اختلاف رکھتے ہیں، لیکن اصول کے لحاظ سے اس کے مقلد کہلاتے ہیں۔ مثلاً: فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد، فقہ شافعی میں امام مزنی اور امام ابوثور، فقہ مالکی میں سحنون اور ابن القاسم، اور فقہ حنبلی میں ابراہیم الحربی اور ابوبکر الاثرم (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔ لہٰذا مجتہد فی المذہب اصول کے لحاظ سے مقلد اور فروع کے لحاظ سے مجتہد ہوتا ہے۔ (ص: ۱۰۸، ۱۰۹)

(۴) مجتہد مطلق کی تقلید:

"مجتہد مطلق" وہ شخص ہے جس میں تمام شرائط اجتہاد پائی جاتی ہوں اور وہ اپنے علم وفہم کے ذریعہ اصولِ استدلال بھی خود قرآن وسنت سے وضع کرنے پر قادر ہو اور ان اصول کے تحت تمام احکامِ شریعت کو قرآنِ کریم سے مستنبط بھی کر سکتا ہو، جیسے: امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد وغیرہ (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔ یہ حضرات اگرچہ اصول اور فروع دونوں میں مجتہد ہوتے ہیں؛ لیکن ایک طرح کی تقلید ان کو بھی کرنی پڑتی ہے، اور وہ اس طرح کہ جن مسائل میں قرآنِ کریم یا سنتِ صحیحہ میں کوئی تصریح نہیں ہوتی، وہاں

یہ حضرات اکثر و بیشتر اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ خالصتاً اپنی رائے اور قیاس سے فیصلہ کرنے کے بجائے صحابہ وتابعین میں سے کسی کا کوئی قول یا فعل مل جائے؛ چنانچہ اگر ایسا کوئی قول وفعل مل جاتا ہے تو یہ حضرات بھی اس کی تقلید کرتے ہیں۔ (ص:۱۰۹، ۱۱۰)

تمام ائمہ مجتہدین نے اجتہاد کی شرائط کو پورا کر کے قرآن وحدیث کی صحیح مراد معلوم کرنے کی کوشش کی ہے؛ اس لیے سب کے مذاہب برحق ہیں، اور اگر کسی سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے تو اللہ کے نزدیک وہ نہ صرف معاف ہے؛ بلکہ اپنی کوشش صرف کرنے کی وجہ سے مجتہد کو ثواب ہوگا، جس کی تصریح احادیث میں موجود ہے؛ البتہ ایک مقلد یہ اعتقاد رکھ سکتا ہے کہ میرے امام کا مسلک صحیح ہے؛ مگر اس میں خطا کا بھی احتمال ہے، اور دوسرے مذاہب میں ائمہ سے اجتہادی خطا ہوئی ہے؛ لیکن ان میں صحت کا بھی احتمال ہے۔ (ص:۱۵۷)

فرقۂ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ کی اتباع ہی میں نجات ہے:

امامِ ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۰۲۴ھ) فرماتے ہیں کہ "ان بزرگانِ دین کی اتباع کے بغیر نجات حاصل ہونا محال ہے، اور اگر بال برابر بھی ان کی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے، یہ بات صحیح کشف اور صریح الہام کے ساتھ بھی یقین کے درجہ کو پہنچ چکی ہے، اس میں کسی قسم کے اختلاف کا شبہ وگنجائش نہیں ہے۔

پس اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس کو ان کی پیروی کی توفیق حاصل ہوئی اور ان کی تقلید سے مشرف ہوا اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جس نے ان کی مخالفت کی اور ان سے منحرف ہوگیا اور ان کے اُصولوں سے رُوگردانی کی اور ان کے گروہ سے نکل گیا۔ لہٰذا وہ لوگ خود بھی گمراہ ہوئے اور انھوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا"۔ (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی: ۱/ ۱۹۱، دفتر اوّل، مکتوب:۵۹)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اس کی اتباع کی توفیق بخشے، باطل کو باطل قرار دینے اور اس سے اجتناب کی ہمت عطا کرے، اور ہم آپس کی خانہ جنگیوں کے بجائے دین کے بلند مقاصد کے لیے اپنی زندگیاں خرچ کرسکیں، آمین ثم آمین۔

• • •

تحریر۔ مفتی منیب الرحمٰن
ٹیگ: قاری محمد حنیف جالندھری

اتحادِ تنظیماتِ مدارس کے وفد کی وزیراعظم سے ملاقات

اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان سے ملحق پانچوں تنظیمات کے سربراہان کی وزیراعظم جناب عمران خان کے ساتھ وزیراعظم سیکرٹریٹ میں ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات تقریباً 55 منٹ پر محیط تھی۔ وفد میں راقم الحروف (مفتی منیب الرحمن) کے علاوہ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا انوارالحق حقانی، صاحبزادہ محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی، مولانا قاضی نیاز حسین نقوی، مولانا عبدالمالک، ڈاکٹر عطاء الرحمن اور مولانا یاسین ظفر شامل تھے۔ اس سے پہلے "نیشنل ٹاسک فورس فار ایجوکیشن" کے اجلاس میں مجھے کراچی سے وڈیو لنک پر شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ میں نے اُس میں جو مَوقِف پیش کیا، اُس کی تفصیل "دینی مدارس وجامعات کا مسئلہ" کے عنوان سے روزنامہ دنیا میں اپنے 17 ستمبر 2018ء کے کالم میں لکھ چکا ہوں۔ 3 اکتوبر کے اجلاس میں حکومت کی طرف سے وزیرِ تعلیم جناب شفقت محمود، وزیرِ مذہبی امور صاحبزادہ ڈاکٹر نورالحق قادری، وزیرِ مملکت برائے داخلہ جناب شہریار آفریدی اور وزیراعظم کے مشیر برائے سیاسی امور جناب نعیم الحق شامل تھے۔

ہم نے جناب عمران خان کو وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے منصب پر فائز ہونے پر مبارک باد دی اور اُن سے کہا: آپ نے اپنی سیاسی مہم کے دوران عوام کو جو حسین خواب دکھائے ہیں اور عوام نے آپ سے جو بلند تر توقعات وابستہ کی ہیں، ہماری دعا ہے کہ آپ اس میں سرخرو ہوں، پاکستان کی فلاح اسی

میں ہے، کیونکہ اگر عوام کو ان خوابوں کی تعبیر نہ ملی تو آئندہ وہ تبدیلی کی نوید سنانے والے کسی سیاسی رہنما پر بھروسا کرنے میں تردّد کریں گے۔

ہم نے جنابِ وزیرِ اعظم کو بتایا کہ دینی مدارس کی پانچ تنظیمات ہیں: تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، وفاق المدارس العربیہ پاکستان، وفاق المدارس الشیعہ پاکستان، وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان اور رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان۔ ان تنظیمات کا کوئی سیاسی ایجنڈا نہیں ہے، البتہ ان سے ملحق کسی ادارے کا سربراہ ذاتی حیثیت میں عملی سیاست میں حصہ لے سکتا ہے اور بعض حضرات سیاسی میدان میں موجود ہیں۔ تاہم حکومتِ وقت کی غلط پالیسیوں یا اقدامات پر گرفت کرنا، اصلاح کی غرض سے تنقید کرنا اور اچھی باتوں کی تحسین کرنا ہماری دینی ذمے داری ہے اور ہم یہ فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ مزید یہ کہ آپ اپنے وزیرِ اطلاعات فواد چودھری پر پابندی عائد کریں کہ وہ حساس دینی موضوعات پر سیاسی تبصرے سے گریز کریں، ورنہ وہ آپ کے لیے اثاثہ بننے کی بجائے ناقابلِ برداشت بوجھ بن جائیں گے۔ سیاسی معاملات میں وہ اپنا شوق ضرور پورا کریں، لیکن دینی معاملات پر حکومت کی ترجمانی کی ذمے داری آپ وزیرِ مذہبی امور ڈاکٹر نورالحق قادری کو دیں، کیونکہ وہ صاحبِ علم ہیں، مذہبی معاملات کی حساسیت کو بھی بخوبی جانتے ہیں اور اہلِ علم کے درمیان اُن کا احترام بھی ہے۔

ہم نے اُن سے کہا: بیرونی دباؤ کے تحت ماضی میں بھی حکومتیں دینی مدارس وجامعات کے مسئلے پر مذاکرات کا ڈول ڈالتی رہی ہیں، لیکن جنرل پرویز مشرف، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ن تینوں ادوار میں مسئلہ حل نہ ہوسکا، ہر بار نتیجہ یہی برآمد ہوا:

قسمت کی خوبی دیکھیے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لبِ بام رہ گیا

اس کی وجہ یہ ہے کہ حکمران وقت گزاری کے لیے یہ کام کرتے ہیں، سیاسی عزم نہیں ہوتا اور بیوروکریسی آخر میں طے شدہ امور کی نفی کردیتی ہے۔ جنابِ وزیر اعظم نے کہا: میرے بیرونِ ملک بینکوں میں پیسے نہیں ہیں، مجھ پر کوئی بیرونی دباؤ نہیں ہے، میری اپنی خواہش ہے کہ دینی مدارس کے بچوں کا مسئلہ احسن طریقے سے حل ہو، کیونکہ یہ بھی قوم کے بچے ہیں اور اس ملک پر ان کا بھی حق ہے، ہمارے نزدیک

وزیراعظم کا یہ جذبہ قابلِ تحسین ہے۔

ہم نے کہا: ”ہم آپ کے جذبات کی قدر کرتے ہیں اور آپ سے گزارش ہے: ”نیشنل ٹاسک فورس فار ایجوکیشن“ کے تحت جس طرح اور ذیلی کمیٹیاں بنی ہیں، دینی مدارس وجامعات کے مسائل کا حل نکالنے کے لیے بھی ایک ذیلی کمیٹی بنائیں، جس میں ہماری پانچوں تنظیمات کا ایک ایک نمائندہ ہو اور حکومت کی طرف سے وزیرِ تعلیم جنابِ شفقت محمود، وزیرِ مذہبی امور صاحبزادہ ڈاکٹر نورالحق قادری، وزیرِ مملکت برائے داخلہ جناب شہریار آفریدی اور فیڈرل بورڈ آف ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کا ایک ایک نمائندہ شامل ہو۔ یہ کمیٹی با اختیار ہو، اسے آپ کی پوری تائید وحمایت حاصل ہو، بیوروکریسی کو ہدایت ہو کہ وہ رکاوٹیں ڈالنے کے بجائے رکاوٹوں کو دور کریں اور اس مسئلے کو حل کریں، وزیراعظم نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر وزیراعظم کی ہدایات پر عمل کیا گیا تو مختصر عرصے میں اس مسئلے کا جامع اور قابلِ عمل حل نکل آئے گا۔ ہم نے کہا: ہر حکومت بار بار دینی مدارس وجامعات کو مرکزی دھارے میں لانے کی بات کرتی ہے، یہ مہم آپ صرف اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کے تعاون ہی سے سر کر سکتے ہیں، ہم سب مثبت سوچ کے حامل ہیں، لیکن کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت ملک بھر میں پھیلے ہوئے دینی مدارس وجامعات کے وسائل اور استعداد (Capacity) کو بھی پیشِ نظر رکھنا ہوگا، ایک مرتبہ نیٹ ورک میں آنے کے بعد بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے۔

ہم نے کہا: آئے دن مدارس میں کسی نہ کسی ادارے یا ایجنسی کا نمائندہ چلا آتا ہے اور طرح طرح کے پروفارمے تھما دیتا ہے، اس سلسلے کو موقوف کیا جائے اور آپ کی طرف سے ایک ہدایت نامہ (Directive) جاری ہو۔ ایجوکیشن ٹاسک فورس کی ”ذیلی کمیٹی برائے دینی مدارس وجامعات“ جب اتفاقِ رائے سے پالیسی طے کرلے گی اور ”ون ونڈو آپریشن“ کا میکنزم تیار ہوجائے گا، تو ادارے خود تمام مطلوبہ معلومات فراہم کردیں گے، ہم پہلے ہی حکومتی نمائندوں کے ساتھ اتفاقِ رائے سے رجسٹریشن فارم مرتّب کرچکے ہیں۔ ہم نے کہا: دینی اداروں سے تو سوال کیا جاتا ہے کہ پلاٹ آپ کے نام پر لیز ہے یا الاٹ شدہ ہے یا کیسے حاصل کیا، لیکن ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہائی پروفائل انگلش میڈیم سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے کوئی جا کر یہ سوال نہیں کرتا۔ نوّے فیصد ادارے رہائشی بنگلوں میں قائم ہیں، اُن کو کمرشلائز بھی نہیں کیا گیا، لیکن چونکہ وہ بااثر لوگ ہیں، اس لیے کسی ایجنسی کا کارندہ اُن کے گیٹ کے اندر داخل ہی

نہیں ہوسکتا، تو کیا غریب وامیر کے لیے معیارات ہمیشہ الگ رہیں گے، یہ وعید تو علامہ اقبال نے بہت پہلے سنادی تھی:

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا، مرگِ مفاجات

جناب وزیراعظم نے وزیر مملکت برائے داخلہ جناب شہریار آفریدی کو ہدایت کی کہ اس مسئلے کو حل کریں۔ انہوں نے کہا: میں اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی قیادت کے ساتھ تفصیلی اجلاس منعقد کروں گا اور اس میں متعلقہ اداروں کے ذمے داران کو بھی مدعو کروں گا تاکہ ان کے تحفظات بھی سامنے آئیں اور مسئلے کا قابلِ عمل حل نکالا جائے، ہم نے اس سے اتفاق کیا۔

جنابِ وزیراعظم کے سامنے غیر ملکی طلبہ کے داخلوں کا مسئلہ بھی پیش کیا گیا اور گزارش کی گئی کہ اس کے لیے بھی آئین وقانون کے دائرے میں رہتے ہوئے قابلِ عمل طریقۂ کار وضع کیا جائے، انہوں نے اس پر بھی غور کرنے کا وعدہ فرمایا۔ پاکستان سے بھی طلبہ حصولِ تعلیم کے لیے بیرونِ ملک جاتے ہیں، اسی طرح بعض ممالک کے طلبہ ہماری یونیورسٹیوں میں حصولِ تعلیم کیلئے آتے ہیں، تو پھر مذہبی تعلیم کے ساتھ امتیازی برتاؤ نہیں ہونا چاہیے، تمام علماء نے اتفاقِ رائے سے جمعے کی چھٹی کا بھی مطالبہ کیا۔

ہم نے اُن سے کہا: آپ نے پاکستان میں دو تین نسلوں سے رہائش پذیر افغانی اور بنگالی باشندوں کو قومی شناختی کارڈ دینے کی بات کی، تو ہم نے آپ کی حمایت کی کہ انسانی اقدار اور اخوتِ اسلامی کا تقاضا یہی ہے، اگرچہ لبرل عناصر اس کے مخالف ہیں اور قوم پرست اس مسئلے پر منقسم ہیں۔ سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کا بیان نظر سے گزرا کہ بجلی چوری کے بارے میں علماء سے فتویٰ لیا جائے، تو میں نے عرض کیا: یہ فتویٰ میں بہت پہلے جاری کرچکا ہوں، اخبارات میں بھی چھپ چکا ہے اور میرے فتاویٰ کے مجموعہ ''تفہیم المسائل'' میں موجود ہے، کیونکہ جب تک بلنگ کا مسئلہ حل نہیں ہوگا، بجلی کے بحران پر پوری طرح قابو پایا نہیں جاسکے گا اور گشتی قرضوں کا لامتناہی سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ کم آمدنی والے طبقات کے لیے اگر ایک خاص سلیب تک محدود یونٹ مفت یا رعایتی شرح سے دینے ہیں، تو اس کی بھی بلنگ ہونی چاہیے۔ اسی طرح کراچی ماسٹر پلان کے بارے میں بھی ہم نے وزیراعظم کے موقف کی حمایت کی۔ مولانا قاری محمد

حنیف جالندھری نے مدارس کے اِن مسائل کا ذکر کیا: یوٹیلیٹی بلوں میں رعایت، رجسٹریشن میں رکاوٹ کا خاتمہ، کھالوں کے جمع کرنے پر پابندی، شیڈول بینکوں میں اکاؤنٹس کھولنے رکاوٹیں، علماء پر شیڈول فور کا اطلاق وغیرہ، وزیرِ اعظم نے ان مسائل کی بابت فوری طور پر کوئی منفی یا مثبت ردِّعمل نہیں دیا۔

وزیراعظم جناب عمران خان کے ساتھ اجلاس نہایت خوشگوار ماحول میں منعقد ہوا، وہ کافی با اعتماد نظر آرہے تھے۔ بادی النظر میں ہم نے انہیں مثبت سوچ کا حامل پایا، اگر ان کے رُفقائے کار اور اسٹیبلشمنٹ میں فیصلہ سازی کے مناصب پر فائز عناصر نے صدقِ دل سے ان کے ساتھ تعاون کیا، تو یہ توقع کرنے کی گنجائش موجود ہے کہ ان شاء اللہ العزیز مسائل کا حل نکل آئے گا۔

ہمیں بھی احساس ہے کہ ملک کا اصل مسئلہ اقتصادی ہے اور اس کا کوئی قابلِ عمل حل سامنے نہیں آیا، ضمنی بجٹ وقت گزاری کے سابق اقدامات کا چربہ ہے، ابھی کسی انقلابی تبدیلی کے آثار نمایاں نہیں ہیں۔ وزیراعظم کے مندرجہ ذیل اقدامات قابلِ تحسین ہیں: سیکرٹ فنڈ اور صوابدیدی فنڈ کا سلسلہ موقوف کیا جانا احسن اقدام ہے، لیکن ان اقدامات کو مستقبل میں رول بیک کرنے سے بچانے کے لیے قانون سازی کی ضرورت ہوگی، اس کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظوری لازمی ہے۔ لیکن سب کو معلوم ہے کہ ایوانِ بالا یعنی سینیٹ میں حکومت کو سادہ اکثریت بھی حاصل نہیں ہے۔ ہمیں جو ہری تبدیلیوں کے حامل بعض اقدامات کے لیے سیاسی اور قومی اتفاقِ رائے کی ضرورت ہے، لیکن سرِ دست ہم سیاسی انتشار کے مرحلے سے گزر رہے ہیں، ان حالات میں نوابزادہ نصر اللہ خان جیسے کسی مدبّر قائد کی ضرورت ہے جو باہم برسرِ پیکار سیاسی قائدین کو اتفاقِ رائے کی صورت پیدا کرکے ایک قومی ایجنڈے پر آمادہ کرسکے۔ مولانا عبدالمالک نے کہا: پاکستان کو ریاستِ مدینہ کی نظیر بنانے کے دعوے کا تقاضا ہے کہ سود کا فوری خاتمہ کیا جائے۔

• • •

رپورٹ: عبدالودود ربانی

جامعہ دارالتقویٰ کے خماسی امتحان کے نتائج کی تقریب

www.darultaqwa.org

اس میں قطعاً دورائے نہیں ہیں کہ اسلامی مدارس دین کے قلعے اور اسلامی علوم کے سرچشمے ہیں ان کا بنیادی مقصد ایسے افراد تیار کرنا ہے جو ایک طرف اسلامی علوم کے ماہر، دینی کردار کے حامل اور فکری اعتبار سے صراط مستقیم پر گامزن ہوں، دوسری طرف وہ مسلمانوں کی دینی و اجتماعی قیادت کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں۔ بقول مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کہ ''مدرسہ وہ جگہ ہے جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے جہاں دین کے داعی تیار ہوتے ہیں، وہ کارخانے ہیں جہاں قلب ونگاہ اور دماغ ڈھلتے ہیں، انسانی زندگی کی نگرانی ہوتی ہے''۔ مدرسہ کا تعلق کسی تقویم، تمدن، کسی عہد، کلچر اور زبان وادب سے نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق براہ راست نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے جو عالمگیر اور زندہ وجاوید ہے''۔

جامعہ دارالتقویٰ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو نصف صدی سے تشنگان علوم نبویہ کی علمی پیاس بجھانے میں مصروف ہے۔ 1967ء سے قائم اس عظیم درسگاہ کی بنیاد حاجی گلزار محمد صاحب کے ہاتھوں جس اخلاص اور للّٰہیت سے رکھی گئی اس کی برکت سے اس پودے نے مختصر وقت میں تناور درخت کی صورت اختیار کر لی اور اسے ایسا شرف قبولیت عطا ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کی منازل طے کرتے

ایک عظیم دینی درسگاہ کے طور پر علمی حلقوں میں مقام بلند پر جا پہنچا۔ تشنگان علوم نبویہ اس چشمہء علم و عرفان کی طرف ایسے کھنچے چلے آئے کہ آج الحمدللہ جامعہ کی 17 شاخوں میں 3000 سے زائد طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ بچہ ایک ادارے میں داخل ہو اور اسی ادارے سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہو۔ جامعہ انہیں اداروں میں سے ایک ہے جہاں قاعدے سے لے کر تخصص تک کی تعلیم کا ایک ہی چھت تلے انتظام ہے۔ یہ ادارہ اول روز سے ہی تبلیغی و تربیتی بنیادوں پر قائم ہے اور ادارے میں تعلیم کے ساتھ ساتھ اصلاحی تربیت کا بھر پور اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کے لیے باقاعدہ تبلیغی اعمال کی ترتیب اور وقتاً فوقتاً اکابر علماء کرام کے اصلاحی بیانات جامعہ کی خصوصیات میں شامل ہیں۔ قاعدے سے لے کر تخصص تک کی تعلیم ایک ہی چھت تلے دستیاب ہونا کسی نعمت سے کم نہیں۔

اسی عظیم دینی درسگاہ کے خماسی امتحان کے نتائج اور تقسیم انعامات کی تقریب مؤرخہ 16 دسمبر بروز اتوار جامعہ دارالتقویٰ واقع جامع مسجد الہلال چوبرجی لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس میں ممتاز علمی و ادبی شخصیات شریک ہوئیں، یہ جامعہ ہذا اور اس سے ملحقہ بنین و بنات کی 17 شاخوں کے خماسی امتحان کے نتائج اور تقسیم انعامات کی تقریب تھی جس کے مہمان خصوصی ترجمان مدارس دینیہ، مسؤل وفاق المدارس العربیہ پنجاب اور مہتمم جامعہ فاروقیہ راولپنڈی حضرت مولانا قاضی عبدالرشید صاحب تھے۔ جامعہ ہذا کے استاذ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین صاحب بھی خصوصی طور پر مدعو تھے۔

مدرسے کا نظم وضبط دیدنی تھا۔ چاق و چوبند طلباء اور اساتذہ کی ایک جماعت مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے مسجد کے مرکزی گیٹ پر موجود تھی۔ موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں کی سلیقے سے پارکنگ کروانے کے لئے طلبہ کی ایک فعال جماعت موجود تھی جو ہاتھ میں " تبلیغی سیکورٹی ڈنڈے" تھامے بھاگ دوڑ کر رہی تھی۔ مسجد کے داخلی راستے پر جامعہ کے شعبہ نشرواشاعت کی طرف سے ایک اسٹال بھی لگایا گیا تھا جہاں ادارہ ہذا کی مطبوعات اور جامعہ کا ترجمان "ماہنامہ دارالتقویٰ" دستیاب تھا، لوگوں کی بڑی تعداد اسٹال پر خریداری کرتی اور مطالعے میں مصروف نظر آئی

،مسجد کا اندرونی و بیرونی حصہ طلباء اور مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بعد ازاں لوگوں کی تعداد بڑھنے پر مسجد کی بالائی منزل کو بھی کھول دیا گیا۔ جامعہ کے زیر اہتمام چلنے والے "التقویٰ بوائز ہائی سکول" کے طلبہ و اساتذہ سمیت بنین و بنات کی تمام شاخوں کے اساتذہ،طلبہ اور ان کے والدین و سرپرست حضرات تقریب ہذا میں مدعو تھے۔

اس پروقار تقریب کی نقابت کے فرائض حسبِ روایت جامعہ کے سینئر استاذ حضرت مولانا مفتی اسامہ صاحب کے سپرد تھے جو اپنی پُروقار شخصیت، خوبصورت انداز، شستہ و سلیس زبان اور ادبی و لسانی موشگافیوں سے وافر شناسی رکھنے کی بدولت اس منصب کے یکتا اہل ہیں۔ بلاشبہ انہوں نے اس منصب کا خوب حق ادا کیا۔

ٹھیک 10 بجے تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت دورہ حدیث کے طالب علم دانیال ریاض نے حاصل کی۔ حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب نوراللہ مرقدہ کے دیرینہ ساتھی صُہیب احمد شاہ اُمتی نے "محبت" کے موضوع پر نظم پیش کی۔ بعد ازاں حضرت مفتی صاحب نے جامعہ ہذا کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے کہا:

صفہ اسلام کا پہلا مدرسہ ہے جس کو ہمارے آقائے مدنی ﷺ نے قائم فرمایا اور اصحاب صفہ اس کے پہلے طالب علم تھے اور حضور پاک ﷺ ان کے پہلے معلم ہیں۔ جامعہ دارالتقویٰ صفہ کی درسگاہ سے بلند ہونے والی صدائے قال اللہ و قال الرسول کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو نصف صدی سے تشنگان علوم نبویہ کی علمی پیاس بجھانے میں مصروف ہے۔ 1967ء سے قائم اس عظیم درسگاہ کی بنیاد حاجی گلزار محمد صاحب کے ہاتھوں جس اخلاص اور للّٰہیت سے رکھی گئی اس کی برکت سے اس پودے نے مختصر وقت میں تناور درخت کی صورت اختیار کر لی اور اسے ایسا شرف قبولیت عطا ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کی منازل طے کرتے ایک عظیم دینی درسگاہ کے طور پر علمی حلقوں میں مقام بلند پر جا پہنچا۔ تشنگان علوم نبویہ اس چشمۂ علم وعرفان کی طرف ایسے کھنچے چلے آئے کہ آج الحمدللہ جامعہ کی 17 شاخوں میں 3000 سے زائد طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

دارالتقویٰ صرف تعلیمی ادارہ ہی نہیں بلکہ ایک علمی اور تبلیغی تحریک کا نام ہے۔ یہ ادارہ مسلکی تعصّبات سے ہٹ کر قرآن وحدیث کے علوم اور ائمہ فقہا کے اَفکار سے استفادہ کرنے کے ذریعے (کتاب وسنت کو ہی شریعت سمجھنے کے منہج پر) علم کی روشنی پھیلا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جامعہ کے قیام کا مقصد قرآن وحدیث کے علوم کی اشاعت، ائمہ فقہا کے فقہ واصول کا تعارف، مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تہذیب سے آراستہ کرنا، زندگی کے تمام شعبوں میں ماہر علماء اور مفکرین تیار کرنا جو علیٰ وجہ البصیرت دعوت وتحقیق وتبلیغ کا کام کرسکیں ۔

انہوں نے مزید کہا کہ: جامعہ اول روز سے ہی تبلیغی وتربیتی بنیادوں پر قائم ہے اور ادارے میں تعلیم کے ساتھ ساتھ اصلاحی تربیت کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کے لیے باقاعدہ تبلیغی اعمال کی ترتیب اور وقتاً فوقتاً اکابر علماء کرام کے اصلاحی بیانات جامعہ کی خصوصیات میں شامل ہیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کو گفتگو کی دعوت دی گئی۔ مولانا نے اپنے مخصوص دھیمے انداز میں مختصر مگر جامع گفتگو فرمائی جس کا خلاصہ آپ اگلے صفحات میں پڑھ سکیں گے۔ مولانا نعیم الدین صاحب کے بعد مہمان خصوصی قاضی عبد الرشید صاحب کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ حضرت قاضی صاحب نے تفصیل سے گفتگو فرمائی جسے استفادہء عام کے لئے آئندہ صفحات میں شائع کیا جارہا ہے۔ حضرت قاضی صاحب کے بیان کے بعد امتیازی درجات میں کامیاب ہونے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے گئے جب کہ پردے میں موجود بنات کے انعامات ان کی معلمات کے ذریعے تقسیم کئے گئے۔ آخر میں ادارہ ہذا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد القیوم نیازی صاحب کی دعا پر اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔

• • •

ضبط وترتیب: مولانا ذوالکفل

التجائے محبت

حاجی عبدالوہاب صاحب نوراللہ مرقدہ کے دیرینہ ساتھی جناب صُہیب احمد شاہ اُمتی جامعہ دارالتقویٰ کے خماسی امتحان کے نتائج اور تقسیم انعامات کی تقریب میں تشریف لائے۔ آپ ادیب اور شاعر ہیں۔ حاجی صاحبؒ آپ کے حمدیہ ونعتیہ کلام کو براہ راست بھی اور ریکارڈ شُدہ بھی بہت ذوق وشوق سے سُنتے۔ تقریب ہذا میں آپ نے "محبت" کے عنوان پر ایک خوبصورت کلام پیش کیا جسے قارئین کی نذر کیا جارہا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! غالباً" یہ جُمعرات ۱۸ اکتُوبر ۲۰۱۸ کی بات ہے جب ڈاکٹرز ہسپتال میں حضرت حاجی عبدُ الوہاب صاحبؒ کی طرف سے حکم ملنے پر بندہ مُلاقات کے لیئے حاضر ہُوا۔ حاجی صاحب نے " اللھُم الغفرلی وللمُومنین والمُومنات والمسلمین والمُسلمات" کو پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ بندہ باوجُود پابندی کے از راہ عقیدت حاجی صاحب سے مُصافحہ پر بھی بے ساختہ مجبُور ہوگیا۔ کیا معلِوم تھا کہ حاجی صاحبؒ سے نصف صدی سے زائد عرصہ پر مُحیط شفقت ومحبت کے سفر کا یہ آخری مُصافحہ ہے۔ اس مُلاقات کے بعد بندہ پر شدت کے ساتھ یہ احساس مُنکشف ہُوا کہ حاجی عبدُ الوہاب صاحب رح کی زندگی بھر دعوت الی اللہ کی تڑپ کے پس منظر میں اصل مُحرک اللہ سُبحانہُ وتعالی، اُس کے حبیب صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی اُمت کے ساتھ بے پناہ محبت کا جذبہ تھا۔ شاید محبت کے اسی بے پناہ جذبہ کی وجہ سے اُن کے سادہ داعیانہ ملفُوظات دل میں اُترتے چلے جاتے تھے۔ حاجی صاحب بندہ کے حمدیہ/نعتیہ کلام کو کبھی کبھار براہ راست اور زیادہ تر ریکارڈ شُدہ حمد ونعت کو بہت ذوق وشوق سے سُننے کا اہتمام فرماتے تھے۔ اور بندہ

کے اس ذوق کی بہت حوصلہ افزائی فرماتے اور دُعا دیتے تھے۔حاجی صاحب سے آخری مُلاقات کے بعد اُمت کے عُمومی حالات کے پس منظر میں بندہ نے "التجائے محبت" کے عُنوان سے ایک نیا کلام لکھنے اور پڑھنے کا ارادہ کیا اور حاجی صاحب کی تکمیل ذوق کے لیئے اُن کے خُدام کی وساطت سے حسب روایت اُن کو سُنوانے کا بھی ارادہ تھا۔کلام تو لکھ لیا، ریکارڈنگ ابھی باقی تھی لیکن اسی دوران نومبر میں حضرت حاجی صاحبؒ خالق حقیقی سے جا ملے۔

"التجائے محبت" پیش خدمت ہے۔

مجھے جان لیں گر فقیرِ محبت
یا سمجھیں کہ میں ہوں شیرِ محبت
سبق میں سناؤں محبت کا سب کو
سجاؤں میں تکدم تفسیرِ محبت
محبت محبت محبت محبت
بہت ذکر ہوگا مکاں لامکاں میں
معزز بنیں گے یہاں میں وہاں میں
بکھریں گے جب ہم تاثیر محبت
محبت محبت محبت محبت
فنی موشگافی سے اُمت کٹے گی
طفیل محبت کے اُمت جڑے گی
نرم دل کو کردے خمیرِ محبت
محبت محبت محبت محبت
مکی کو مسلمان کی دیکھیں نہیں ہم
جو خوبی ہے کچھ انہیں دیکھیں نہیں ہم
بصیرت سے دیکھیں بصیرت محبت

www.darultaqwa.org

محبت محبت محبت محبت
محبت سے جھانکیں اگر اپنے دل میں
محبت ہم کو مل جائے اپنے ہی دل میں
محبت ہے تلاش لیکر محبت
محبت محبت محبت محبت
محبت کے زیر اثر مشوروں میں
کریں فکر کو مجتمع مشوروں میں
نہیں کیسے ہم سب سفیر محبت
محبت محبت محبت محبت
اگر دردمندوں کی آہ و فغاں ہو
جو شب درمیاں ہو تو رب مہرباں ہو
خدا پھر کرے گا امیرِ محبت
محبت محبت محبت محبت
نصیحت بھی کرتے ہیں پیرِ محبت
نہیں خودکو سمجھیں امیرِ محبت
لگے گا تبھی ہم کو تیرِ محبت
محبت محبت محبت محبت
نہیں گزارا بلند ہمتی سے
یہ ہے التجا مری ہر امتی سے
جگا لیں جگا لیں ضمیرِ محبت
محبت محبت محبت محبت

صُہیب احمد شاہ اُمتی

• • •

www.darultaqwa.org

تحریر: مفتی شعیب احمد

خوش آمدیدی کلمات

جامعہ کے ہونہار طالب علم محمد احمد نے خماسی امتحان کے نتائج کی تقریب سعید میں اپنے مہمانان کا عربی زبان میں ایسے دل نشین انداز میں خیر مقدم کیا کہ سامعین کے دل موہ لئے۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ بھی قارئین کی نذر کیا جارہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أيها السَّادةُ الأَجِلَّاءُ و الضُّيوفُ المُبَجَّلُوْنَ المُكَرَّمُوْنَ!

نيابةً عن جميع المسْئُوْلِيْنَ لِهذهِ الجامِعَةِ: ((جامعةِ دارِ التقوى)) وأَساتِذَتِها و طَلَبَتِهَا:

نُرَحِّبُ بِكُمْ جميعاً، أَجْمَلَ تَرْحِيْبٍ فِيْ ((جامعتِنا الحَبِيْبَةِ: جامعةِ دارِ التَّقْوى)) فَأَهْلاً و سَهْلاً مَرْحَباً و نُحَيِّيْكُمْ بِأَطْيَبِ تَحِيَّةٍ مِنَ الْقَلْبِ،

فَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

أَحْبَابَنَا! مَا أَجْمَلَ الدُّنْيَا بِكُمْ

لَا تَقْبَحُ الدُّنْيَا وَفِيْهَا أَنْتُمْ

سادتنا الكرام!

أريد أن ألقي أمام ساداتكم كلمة وجيزة عن جامعة دار التقوى ((جعلها الله كاسمها)) وعن خدماتها وأهدافها.

سادتنا الأعزاء!

إن هذه الأجواء المُعَطَّرة و الرياح الطيبة التي تمر بكم منذ ساعات و تنشط أذهانكم وتروح قلوبكم، إنها تفوح من بستان عامر يعرفها الناس بجامعة دار التقوى.

كان هذا البستان نواة غرست في هذه البقعة المباركة، و سقيت بماء الإخلاص و التضحية،

فلم يمر عليه زمن كبير حتى أصبحت اليوم شجرة طيبة أصلها ثابت و فرعها في السماء كانت الجامعة في بداية نشئتها مدرسة التحفيظ، ثم وفق الله أربابها و أعان أصحابها حتى أصبحت ماترونها و تشاهدون الآن فإنها انشعبت منها فروع تربو إلى سبعة عشر فرعاً، تستفيد من مناهلها مئات من عطشى العلم النبوي ((على صاحبه ألف ألف تحية)) من أبناء الأمة و بناتها.

سادتي و أحبائي!

إن الجامعة ((بفضل الله و عونه)) لا تقصر جهدها على تعليم الحروف و تسويد النقوش فحسب بل إنها معهد علميّ و تَرْبَوِيٌّ.

من أهداف الجامعة بالنسبة إلى متخرجيها أن يكونوا جيلاً صالحاً ينفع الأمة، يحفظ دين الله الإسلام وينشرها في أقطار الأرض، مشارقها و مغاربها.

و كذلك لم تغمض الجامعة عينيها عن مسئولية قيادة المجتمع في علوم النبوة دراسة و خطابة و إفتاء و تأليفاً و تصنيفاً.

و الفضل يرجع إلى الله سبحانه.

و ها هي ثمارها و آثارها بين أيديكم و أمام أعينكم.....و ما بعد العيان

بیان.

سادتي الأعزة! ولكم أن تقولوا:

إن الجامعة حقا تضم الأفاضل الأخيار و تجمع أنواع الخير و تنشرها

فمن أراد تحفيظ كتاب الله العزيز فالأرجاء واسعة.

و من شاء تزويد ابنه بالفنون المعاصرة فلا يجد باباً مغلقاً و طريقاً مسدوداً.

و من رام التضلع بالعلوم الشرعية و فنونها فالأبواب مفتوحة.

و من أعجبه تثقيف فِلْذَةِ كبده و قرةِ عينيه فعلى الرأس و العين.

و من أهمه أن يتخصص في أهم العلوم ((الفقه و أصوله)) فأهلاً و سهلاً و مرحباً.

فها هي! جامعتكم تتكفل بهذه المسئوليات و توفر هذه التسهيلات توفيراً.....

و أخيرا!

إن الجامعة تقدم شكراً جزيلاً إلى جميع الإخوة و الأخوات الذين لهم أدنى مساهمة في تسيير الجامعة إلى أهدافها من التدريس و التأليف و النشر و التوزيع و الإفتاء و التصنيف و مجهودات أخرى.

كما أنها تقدم تبجيلاً إلى جميع الأحبة الذين قاموا بتشجيع أرباب الجامعة و إعانتهم و لو بدعوات صالحة.

تقبل الله جهدكم و شكر سعيكم و أجزل مثوبتكم و ادخر كلها لكم في الآخرة.... و جعل جامعتنا هذه بستاناً ناضراً تعطر عبقاتها ربوع العلم إلى يوم القيامة.... آمين بجاه سيد المرسلين صلى الله عليه و سلم و آله و صحبه و بارك و سلم تسليماً و السلام عليكم و رحمة الله و بركاته.....

ترجمہ

میرے واجب الاطاعت، قابل صد احترام اساتذہ کرام اور انتہائی معزز ومکرم مہمانانِ گرامی!

ہم آپ حضرات کو جامعہ دارالتقویٰ کے تمام ارباب واساتذہ اور طلبہ کی جانب سے انتہائی خوش آمدید اور تہہ دل سے سلام عرض کرتے ہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز سامعین کرام!

آج میں آپ حضرات کے روبرو ہمارے اس جامعہ کے حوالے سے اور اس کی خدمات ومقاصد کے حوالے سے چند کلمات پیش کرنا چاہوں گا۔

معزز مہمان گرامی! ہم بلاشک وشبہ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یہ معطر و پاکیزہ فضائیں اور یہ روح پرور مناظر جو آج آپ کے قلوب واذہان کو فرحت ومسرت بخش رہے ہیں، بلاشبہ یہ سب اسی گلستان کا ثمرہ ہے جسے آج لوگ "جامعہ دارالتقویٰ" کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔

یہ چمن ولالہ زار اپنے ابتدائی زمانہ میں ایک کلی کی مانند تھا جس نے اس مبارک جگہ میں اپنا سر اٹھایا تھا اور پھر اس کونپل کو اخلاص اور قربانی کا پانی لگایا گیا غرض دیکھتے ہی دیکھتے یہ ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر گئی جس کی جڑوں نے جہاں زمین میں اپنی بنیادیں مضبوط کی ہوئی ہیں وہیں اس کی قد آور سرسبز شاخیں آسمانوں سے بغل گیر ہیں۔

جامعہ کی ابتدا حفظ کے مدرسہ سے ہوئی پھر بتدریج اللہ پاک کی توفیق واعانت سے جامعہ کے ذمہ داران اس کی ترقی کے لئے کوشاں رہے۔ یہاں تک کہ آج کا وہ دن بھی آ گیا کہ جامعہ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ایک جہاں کو سیراب وفیض یاب کر رہا ہے۔

الحمدللہ جامعہ کی سترہ سے زائد شاخیں ہیں جہاں سے اس امت کے سینکڑوں بیٹے اور بیٹیاں اپنی علمی تشنگی سے جی بھر کر سیراب ہو رہے ہیں۔

معزز سامعین کرام! جہاں جامعہ کی مساعی اس کام میں صرف ہو رہی ہے کہ طلبہ و طالبات علم کو حروف ونقوش سے روشناس کروایا جائے وہیں جامعہ کی آغوش ان تشنگان علم نبوی کے لئے ایک علمی اور تربیتی گہوارہ بھی ہے۔ چنانچہ یہ بات جامعہ کے اولین مقاصد میں سے ہے کہ یہاں سے فضلائے کرام کی ایسی جماعت تیار کی جائے جو نہ صرف یہ کہ امت مسلمہ کو نفع پہنچائے بلکہ دین اسلام کو دنیا کے چپے چپے تک

پھیلانے کا ذریعہ بنے۔ چہار دانگ عالم میں دین اسلام کی نشر واشاعت کا بیڑہ اٹھائے۔

ٹھیک اسی طرح ایک اسلامی معاشرہ درس وتدریس، فن وخطابت، افتاء وارشاد، تصنیف وتالیف کے حوالے سے جن قائدانہ صلاحیتوں کا محتاج ہوسکتا تھا جامعہ نے اس کی اس ضرورت کا بھی مکمل بیڑہ اُٹھایا بلکہ اپنی ذمہ داری میں مکمل طور پر عہدہ برآں ہوا ہے۔ اور یہ باغ وبہار جو آج آپ کے سامنے ہے الحمدللہ تعالیٰ سب اسی جدوجہد کا ثمرہ ہے۔

سوآفتاب آمد بر دلیل آفتاب است

محترم مہمانانِ گرامی! اگر آپ یہ کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اسی جامعہ میں جہاں ایک متمنی علم بے شمار سمتیں پاتا ہے وہیں عصری علوم حاصل کرنے کا خواہش مند شخص بھی کوئی دروازہ بند نہ پائے گا۔ ٹھیک اسی طرح علومِ شرعیہ میں رسوخ کا طالب جہاں اس جامعہ کے دریچے وا پاتا ہے وہیں جامعہ اس شخص کی خواہش کا بھی احترام کرتا نظر آئے گا جو اپنی جگر گوشہ کی دینی پختگی کے حوالے سے فکر مند ہے اور جس کو فقہ اور اصولِ فقہ میں تخصص کرنے کی دھن ہے تو جامعہ اس کو "اھلاً وسھلاً مرحباً" کہتا ہوا نظر آئے گا۔

الحاصل! یہ آپ کا ہی جامعہ ہے جس نے ان تمام تر ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا عہد کیا ہے اور پوری تندہی وخوش اسلوبی سے اس کی تکمیل وتعمیل میں کوشاں ہے۔

اور اخیر میں جامعہ اپنے ان تمام دینی بہن بھائیوں کا حد درجہ شکر گذار ہے جنہوں نے جامعہ کے کثیر مقاصد واہداف کو حاصل کرنے میں کسی بھی قسم کا تعاون کیا ہے۔ اسی طرح اپنے ان تمام اعزہ واحباب کا بھی تہہ دل سے ممنون ہے جنہوں نے جامعہ کے ارباب حل وعقد کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ان کی اعانت فرمائی اگرچہ وہ نیک دعاؤں کے ذریعے سے کیوں نہ ہو۔

اللہ رب العزت آپ حضرات کی کاوشوں اور کوششوں کو قبول فرما کر ان کا بہترین بدلہ آپ کو عطا فرمائے اور آخرت میں آپ کے لئے ذخیرہ خیر بنائے اور ہمارے اس جامعہ کو ایسا لہلہا تا گلزار بنائے جس کی پر کیف مہک سے تادم قیامت علم کے باغیچے معطر رہیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

• • •

ضبط وتحریر: مولوی لئیق احمد نعمانی

حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ کا تقریب سے خطاب

www.darultaqwa.org

خطبہ منسونہ کے بعد

معزز علماء کرام، طلبہ عظام اور میرے محترم بھائیو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں بھیجا، کیوں بھیجا، کیا مقاصد ہیں جن کو پورا کرنا تھا جو ابھی میں نے خطبہ میں آیت مبارکہ پڑھی ہے۔

ترجمہ: ہمارے پرور دگار! ان میں ایک ایسا رسول بھی بھیجنا جو انہی میں سے ہو، جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے۔ اس میں انہی مقاصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے آپ کے آنے کے موٹے موٹے مقاصد تین بیان ہوئے ہیں۔

1۔ تلاوت آیت

2۔ تعلیم کتاب وحکمت

3۔ اور تزکیہ نفس

یہ جو تین مقاصد ہیں موٹے موٹے اور بڑے بڑے مقاصد ہیں اور مقاصد بھی بہت سارے ہیں۔ یہاں اللہ پاک نے انہیں کو ذکر کیا، ہمارے ہاں تلاوت آیت پر بھی زور ہے۔ ماشاء اللہ، تعلیم کتاب حکمت کا بھی خوب خوب اہتمام ہے۔ اگر ہمارے ہاں کمی ہے تو تزکیہ نفس کی کمی ہے۔ آپ غور کیجئے اللہ تعالیٰ نے

قرآن پاک میں حضور ﷺ کے بھیجنے کے جو مقاصد ہیں چار جگہ ذکر فرمائے ایک تو اسی آیت میں یہاں اللہ تعالیٰ نے تعلیم کتاب وحکمت کو مقدم کیا اور تزکیہ نفس کو بعد میں لیکن تین مقامات ایسے ہیں جہاں ہمیں نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کو مقدم رکھا ہے۔

1۔ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (151)

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کو تعلیم کتب وحکمت سے پہلے ذکر کیا۔

2۔ لقدمن اللہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ

اس جگہ بھی اللہ پاک نے تزکیہ کو مقدم ذکر کیا۔

3۔ سورۃ جمعہ کے اندر بھی ھو الذی بعث فی الامین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ

اللہ تعالیٰ نے ان مقامات میں تزکیہ کو پہلے رکھا اور تعلیم کتاب وحکمت کو بعد میں اس سے تزکیہ کی اہمیت معلوم ہورہی ہے۔ آپ پڑھتے ہی ہیں کہ الفضل للمقدم پہلے آنے والے کی فضیلت ہے جس چیز کا ذکر پہلے ہوگا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی اہمیت بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ والشّمس وضحٰھا میں سات چیزوں کی قسم کھائی اور سات چیزوں کی قسم کھانے کے بعد فرمایا۔ قدافلح من زکاھا وقدخاب من دسھا یقیناً کامیاب تو وہ ہوا جس نے اپنے آپ کو مزکی اور مصفی بنالیا ہو۔

وقدخاب۔۔۔جس نے اپنے آپ کو گناہ کی دلدل میں ڈال دیا وہ ناکام اور نامراد ہوگیا۔

معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے ہاں تزکیہ بیت ہی مقصود اور مطلوب چیز ہے۔ ہمارے ہاں تلاوت آیت بھی ہے، تعلیم کتاب وحکمت بھی اور سب کچھ ہے، ماشاء اللہ ہونا بھی چاہیے لیکن تزکیہ کی اہمیت کو سمجھنا اور اس کی طرف بھی ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ تزکیہ کیا ہوتا ہے؟

تزکیہ کہتے ہیں ظاہر اور باطن کی صفائی اور پاکی کو، ہمارا ظاہر بھی صاف ہو اور باطن بھی پاک ہو۔

حضرت تھانویؒ نے بتلایا: تزکیہ میں دو چیزیں اہم ہیں:

1۔اصلاح اعمال 2۔اصلاح اخلاق

ہم نے تو سمجھ لیا کہ شاید تزکیہ تو اس چیز کا نام ہے کہ ضربیں لگالیں، مجاہدے کرلیں، ریاضتیں کرلیں یہ کرلیں وہ کرلیں وہ سب اپنی جگہ لیکن ان کے ساتھ ساتھ یہ دو چیزیں اہم ہیں۔1 اصلاح اعمال 2 اصلاح اخلاق جنہوں نے اصلاح اعمال بھی کرلیے اور اصلاح اخلاق بھی تو عنداللہ امید کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے تزکیہ کا کام بھی کرلیا اور ہم لوگ جو دین پڑھ رہے ہیں تو اس دین کے پڑھنے کا مقصد بھی تو یہی ہے کہ ہمارے اعمال بھی درست ہوجائیں اور ہمارے اخلاق بھی۔

حضرت امام محمدؒ سے کسی نے پوچھا تھا کہ حضرت آپ نے ہر فن پر کتاب لکھی اور بڑی بڑی کتابیں لکھیں ہیں زہد کے معاملہ پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔

فرمایا: کیوں تم نے میری بیوع پر لکھی ہوئی کتاب نہیں پڑھی؟ وہ زہد نہیں ہے تو اور کیا ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاملات میں، معاشرت میں، معیشت میں سب چیزوں میں ہمارے اصلاح اعمال اور اخلاق کی بات چلتی ہے۔

ہمارے اعمال جتنے اچھے ہوں گے اتنے ہی ہم دین کو پھیلانے والے بنے گے۔ ہماری پڑھائی کا مقصد حاصل ہوگا، ہمارے اخلاق جتنے اچھے ہوں گے ہماری وجہ سے دین کی اشاعت ہوگی، دین پھیلے گا، آ گر خدانخواستہ ہماری عملی لائن بگڑی ہے پڑھ تو رہے ہیں ہم بخاری شریف، مسلم شریف اعمال کی طرف کوئی رغبت نہیں ہے تو ہم دین کو پھیلانے والے نہیں بنے گے بلکہ دین کی اشاعت کو روکنے والے بن جائیں گے۔ چنانچہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جن بچوں کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں اعمال درست ہوتے ہیں وہ اپنے گھروں میں جب جاتے ہیں تو ماں باپ اور ان کے عزیز واقارب دیکھتے ہیں کہ یہ تو اتنے اچھے اعمال اور اخلاق والے ہیں تو وہ اوروں کو دکھاتے ہیں دیکھو ہمارے بچے دین پڑھ کر ماشاءاللہ ایسے بنے ہیں اس سے پھر دوسروں کو رغبت ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کو مدارس کی طرف بھیجتے ہیں اور اگر خدانخواستہ جو مدرسوں میں نہیں گئے وہ تو فجر میں اٹھ رہے ہوں مسجد جارہے ہوں اور بخاری ومسلم پڑھنے والے وہ پڑھے سو رہے ہوں

تو ماں باپ کہتے ہیں کہ تیرے سے اچھا تو وہی ہے مسجد جا رہا ہے نماز پڑھ رہا ہے تو نے کیا حاصل کیا! اور اگر اس کے اخلاق بھی اچھے نہ ہوئے اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے ۔ ماں باپ کے ساتھ معاملات بھی اچھے نہیں پھر تو ماں باپ کہتے ہیں بھائی بس تو نے پڑھ کر جو دینا تھا دے دیا اب ہم یہ غلطی نہیں کریں گے کہ کسی اور کو مدرسے بھیجیں۔

بتایئے ہمارے اس طرز عمل سے دین کی اشاعت ہوئی یا دین کی اشاعت میں رکاوٹ ہوئی ہم نیک نامی کا ذریعہ بنے یا بدنامی کا باعث بنے۔ اس واسطے میرے عزیز طلبہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم تزکیہ نفس کی طرف توجہ دیں اور اس میں دو چیزیں نہایت اہم ہیں 1۔ اصلاح اعمال)2اصلاح اخلاق

جناب نبی کریم ﷺ کی زندگی دیکھیئے شروع سے لے کر آخر تک چمکتی دھمکتی نظر آئے گی۔ حضور ﷺ کے اعمال کا حال تو یہ تھا کہ آپ سے کوئی عمل چھوٹتا نہیں تھا۔ سفر ہو، حضر ہو، جنگ ہو، امن ہو، صحت ہو یا بیماری کی حالت کوئی عمل بھی نہیں رہتا تھا۔

نمازوں کا اہتمام اس قدر تھا کہ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حضور ﷺ کو سارے کہتے ہیں کہ آپ رحمت للعالمین ہیں اس میں کوئی شک نہیں یقینا آپ رحمت للعالمین ہیں لیکن اس کے باوجود آپ دیکھئے یہی بخاری مسلم کی روایتیں ہیں، ہمارے دورہ حدیث والے پڑھتے پڑھاتے ہوں گے۔ حضور ﷺ نے نماز کے اندر جماعت میں شریک نہ ہونے والے پر اس قدر غصہ کا اظہار کیا۔ فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ ایک جوان سے کہوں تم نماز پڑھاؤ اوروں سے کہوں لکڑیوں کے گٹھے جمع کرو اور جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے۔ چنانچہ ہمیں اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے کیا ہم جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔ بہت سے ہمارے ساتھی معاف کرنا کسی پر کوئی اعتراض نہیں کمروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ موبائل سے کھیلتے رہتے ہیں جماعت ہو رہی ہے ان کو پرواہی نہیں ہوتی۔ اس سے کیا ہمارے علم میں برکت ہوگی؟ ہرگز نہیں علم میں برکت تو تبھی ہوگی جب آدمی علم کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کرے۔

فقہ حنفی کا ایک مسئلہ ہے کہ امام عالی مقامؒ کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ حتی الوسع اختلاف سے بچتے ہیں اس پہلو کو اس انداز سے لے لو، اس پہلو کو اس انداز سے لے لو تا کہ کسی کا کوئی اختلاف نہ رہے۔ اس کی موٹی سی

مثالیں نماز کے انداز بھی ہیں۔ہمیں کہا گیا کہ ظہر کے آخری وقت میں اختلاف ہے۔ہمارے ہاں مثل ثانی پر وقت ختم ہوتا ہے دیگر ائمہ کرام کے ہاں مثل اوّل پر۔

فقہ حنفیہ نے ہمیں یہ اصول دیا کہ مثل اوّل سے پہلے پہلے ظہر پڑھ لو جب اختلاف ظہر کے اخیر وقت میں ہوا تو اس کا اثر عصر کے اوّل وقت میں بڑھ گیا علی اختلاف القولین۔ہمیں سبق دیا گیا کہ ظہر کو تو مثل اوّل سے پہلے پہلے ادا کرلو جبکہ عصر کو مثل ثانی کے ختم ہونے کے بعد، تاکہ کسی امام کا اختلاف باقی نہ رہے امام صاحبؒ کے ہاں یہ احتیاطی پہلو تھا۔

اور ایسا کئی مقامات پر ہے دیکھو! اس طرح جماعت میں بھی ہے کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اگر نماز تو پڑھی لیکن جماعت کے بغیر بلا کسی عذر کے تو اس کی نماز ہی نہ ہوگی ان کے ہاں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض ہے۔اب اس کی صورت یہی ہے کہ چند افراد کو اکٹھا کرے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھے ہمارے ہاں اگرچہ فرض تو نہیں ہے لیکن احتیاط کی وجہ سے کہا گیا کہ اس کو سنت موکدہ قریب بواجب سمجھو اور ضرور جماعت میں شریک ہو۔سنت مؤکدہ اگر ہم چھوڑیں گے وہ بھی جو قریب الواجب ہو تو بتائیں گناہ گار ہوں گے یا نہیں۔یہ نہ سمجھیں کہ سنت مؤکدہ ہی تو ہے بسا اوقات گناہ بڑھ جاتا ہے اس نظریہ کی وجہ سے، چنانچہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے پر آپ نے اس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا تو سوچیئے جو نماز کو قضا کردے گا اس پر حضور ﷺ کس قدر ناراض ہوں گے۔آپ کو معلوم ہے کہ غزوہ خندق کے موقعہ پر حضور ﷺ کی چار نمازیں قضا ہوگئیں۔غالباً حضور ﷺ کی زندگی کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں آپ ﷺ کی نمازیں قضا ہوئیں اس پر آپ ﷺ کو اس قدر شدید غصہ تھا کہ آپ ﷺ رحمت للعالمین ہونے کے باوجود زبان مبارک سے فرمارہے تھے۔"اللہ پاک ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بڑھ دے انہوں نے میری نمازیں قضا کروادیں"

نماز کے قضا ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو اس قدر غصہ، اتنے سخت ناراض کہ آپ ﷺ ایسی بددعا دے رہے ہیں حالانکہ حضور ﷺ تو ہمیں دعائیں سیکھا رہے ہیں عذاب قبر سے بچنے کیلئے یہ پڑھو، جہنم کے عذاب سے بچنے کے لیے یہ پڑھو۔

چنانچہ جو سرے سے نماز پڑھے ہی نہیں ان کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے۔ من ترک متعمدًا فقد کفر

ہمارا اصول ہے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار گناہ کبیرہ تک پہنچا دیتا ہے اور گناہ کبیرہ پر اصرار کفر تک پہنچا دیتا ہے یعنی نمازیں چھوڑے رکھے تو ہوسکتا ہے کہ کفر کی راہ پر چل پڑے۔ لہذا امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ کافر ہوگیا اور اس کی سزا قتل ہے۔ اللہ پاک ہمارے امام صاحبؒ کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے ہم پر نرمی کی ہر معاملہ میں، انہوں نے نرم پہلو دیا ہمارے لیے کس قدر آسانیاں پیدا کیں۔

بہر حال میرے عزیز طلبہ میں تو بتا رہا تھا کہ تزکیہ نفس مقصود ہے مطلوب ہے تزکیہ نفس میں دو چیزیں اہم ہیں۔ اصلاح اعمال، اصلاح اخلاق۔

اور اعمال میں آپ جانتے ہیں کہ افضل ترین عمل وہ نماز ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں سب سے زیادہ جو عمل نظر آتا ہے وہ نماز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ فکر تھی تو نماز کی نماز کا خیال رکھنا اور ہمیں بتا گئے کہ دیکھو قیامت کے دن اللہ کے حضور میں جب پیش ہوں گے تو وہاں پر سب سے پہلے جس عمل کا حساب وکتاب ہوگا وہ نماز ہے۔

ہم اپنے بزرگوں کا نام لے لے کر جیتے ہیں کبھی حضرت نانوتویؒ کا کبھی حضرت گنگوہیؒ، کبھی حضرت تھانویؒ اور کبھی حضرت مدنیؒ کا، ان کے واقعات سناتے ہیں ان کی زندگی کو دیکھئے تو ذرا ان کی زندگیوں میں ہمیں کیا ملتا ہے حضرت حکیم الاسلام حضرت قاری طیب صاحبؒ نے اپنے ایک رسالے میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا جو ہمارے شیخ الشیوخ ہیں کے متعلق لکھا۔

حضرت حاجیؒ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ سے ہماری ملاقات ہوگی تو اللہ پاک ہم سے پوچھیں گے کہ امداد اللہ کیا چاہیے! تو ہم کہیں گے کہ اے اللہ! اپنے عرش کے نیچے ڈیڑھ گز جگہ دے دے تاکہ ہم نمازیں پڑھتے رہیں اور ہمیں حور وقصور کچھ نہیں چاہیے۔ یہ تھے ہمارے بزرگ جن کو جنت میں جانے کے بعد بھی بس نماز ہی کی تڑپ ہوگی۔ ظاہر ہے کہ وہاں نماز تو ہوگی نہیں کیونکہ وہ دار الجزاء ہے نہ کہ دار العمل۔

اسی طرح سے ہمارے حضرت میاں جی نور محمد صاحبؒ یہ حاجی امداد اللہؒ کے شیخ تھے اور براہ راست

حضرت سید احمد شہیدؒ سے خلافت بھی حاصل تھی۔لیکن اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا۔مکتب میں بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے نمازوں کا یہ حال تھا کہ 30 برس کے عرصے میں کبھی جماعت سے تکبیر تحریمہ نہیں رہی۔

دارالعلوم دیوبند کی تحریک کے اصل محرک حاجی سید عابد حسین صاحبؒ تھے۔اللہ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ دین کی بقاء کا ہندوستان میں ذریعہ بنادے۔اللہ پاک نے ان کی دعا قبول فرمائی اور دارالعلوم دیوبند بن گیا۔دارالعلوم دیوبند کا فیض ہے کہ آج ہم یہاں بیٹھے ہیں۔انہی اساتذہ سے علوم حاصل کررہے ہیں جو دارالعلوم کے فیض یافتہ ہیں۔حضرت حاجی صاحبؒ کو ایک دفعہ دیکھا گیا کہ آپ نہایت غمگین اور پریشان بیٹھے ہیں۔کسی نے پوچھا تو فرمایا: آج میری 23 برس کے بعد تکبیر تحریمہ رہ گئی ہے۔

یہ واقعات میں ایسے ہی نہیں سنا رہا بلکہ علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے کتابوں میں موجود ہیں۔اسی طرح حضرت عبدالرشید گنگوہیؒ کے متعلق آتا ہے ان کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو قدرت کی طرف سے الٹ ہوگیا کہ میں ان کا شیخ اور یہ میرے مرید۔ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ میں ان کا مرید اور یہ میرے شیخ ہوتے۔

دارالعلوم دیوبند کے پاس ایک مسجد جو چھتہ کے نام سے مشہور ہے میں اجلاس ہورہا تھا،نماز کا وقت ہوا تو حضرت وضو کے لیے تشریف لے گئے،آئے تو دیکھا جماعت کھڑی ہے۔حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ نے جماعت کھڑی کردی تھی،حضرت کو دیکھا گیا،حضرت نماز کے بعد انتہائی پریشان حضرت سے پوچھا گیا تو فرمایا بھائی پریشان نہ ہوں تو اور کیا کروں،آج 22 برس بعد تکبیر اولیٰ رہ گئی۔یہ حضرات تکبیر تحریمہ رہ جانے پر اس قدر غمگین اور پریشان ہوتے تھے۔اب قاضی عبدالرشید صاحب تشریف لے آئے ہیں تو زندگی بخیر رہی تو انشاءاللہ آئندہ۔

آب آمد تیمم برخاست

جب پانی مل جائے تو تیمم ختم ہوجائے۔

• • •

ازارشادات ومکتوبات مولانا الیاسؒ

بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاسؒ کا اتحاد واتفاق پر زور

''کرنال'' (ایک موضع کا نام ہے اس) کے بارے میں فرمایا کہ (وہاں) جماعتیں جائیں اور نواب لوگوں میں مصالحت کرادیں، لیکن اصل مصالحت جو ہے وہ اللہ کے امروں کو دنیا میں پھیلانا ہے اب اس ترتیب سے اللہ کے امروں کو زندہ کرنے میں دنیا میں پھیل جاؤ اور تفریق (واختلاف) کو مٹاؤ۔

اپنے حقوق کو لینا اور اس میں مارا جانا جو ہے اس سے شہادت کا ثواب ملتا ہے لیکن دین کے واسطے اگر (اپنے ذاتی) حق کو چھوڑ دیوے تو فی کھجور اُحد پہاڑ سونا خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے۔

آپس میں مصالحتیں کراؤ! اس طرح طاقتیں جمع ہوتی چلی جائیں گی، اور کفر میں حق کو پھیلانے کی وجہ سے کفر میں تفریق پڑتی چلی جاوے گی یہاں تک کہ شیرازہ ٹوٹ پھوٹ جائے گا، اور اسلام کی طاقت حق پھیلانے کی وجہ سے بڑھ جائے گی۔ (ارشادات ومکتوبات ص ۸۴ ملفوظ نمبر ۸۵)

فائدہ: کرنال جہاں روساء اور نواب لوگ بھی رہتے ہیں، دین سے دوری اور آپسی اختلافات کا شکار ہیں، حضرتؒ نے اپنے تبلیغی احباب کو جو سمجھ دار اور باصلاحیت ہوں ان کے متعلق فرمایا کہ ایسے لوگوں کی جماعتیں وہاں بھیجی جائیں جو ان کے درمیان مصالحت کرائیں، آپسی اختلافات اور رنجشوں کو ختم کر کے اتحاد واتفاق قائم کرائیں یہ بھی ایک اہم کام ہے جو صدقہ اور نفل سے بڑھ کر ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ کام کئے ہیں، آپ مختلف موقعوں پر مختلف خاندانوں میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے، یہ نبیوں والا کام ہے اس لئے حضرتؒ نے اپنے احباب کو متوجہ فرمایا کہ اس کام کیطرف بھی توجہ کریں اور جو اس کے اہل ہوں وہ اس کام

کو جماعتی طور پر انجام دیں، یعنی اللہ کے بندوں کے درمیان مصالحت کی کوشش کریں۔

اس کے ساتھ ہی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلائی کہ ایک تو بندوں کے درمیان مصالحت کرانا ہے، اس کے ساتھ ہی اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان مصالحت کرانا ہے، مصالحت یہ مجازی معنی میں استعمال کیا ہے، مطلب یہ ہے کہ جو اللہ کے بندے اللہ کی نافرمانی پر تلے ہوئے ہیں، گویا اللہ سے بغاوت کر رکھی ہے، ایسے باغی اور نافرمان بندوں کو اللہ کی طرف متوجہ کرنا ہے ،ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑنا ہے اللہ کے دین کی طرف کھینچ کر لانا ہے بس یہی اللہ سے مصالحت ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہم کو اپنی اس دعوت وتبلیغ کے ذریعہ اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ مخلوق میں سے ایک دوسرے کے حقوق پہچاننے اور ان کے ادا کرنے کا اہتمام ہو، اسی طرح اللہ رب العلمین کے بھی حقوق پہچاننے اور ان کے ادا کرنے کی فکر ہو، یہی ہمارے اس کام کا مقصد ہے۔

اور یہ کام ہوگا کیسے؟ محض اپنی رائے سے نہیں بلکہ اللہ کے اوامر اور اس کے احکام کے ذریعہ یعنی قرآن وحدیث کی روشنی میں جس طرح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو کرنے کو فرمایا ہے اسی طرح کرنا ہے، اور اس طرح اللہ کے سارے اوامر اور احکام شرعیہ کو زندہ کرنا ہے، اور اس کام کے نتیجہ میں بالفرض اگر ہمارا کچھ نقصان بھی ہوجائے یا ہمارا حق فوت ہوجائے تو احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا ،اتحاد واتفاق کی جب اس طرح کوشش کی جائے تو مسلمان متحد ہوکر مضبوط ہوجائیں گے اور کفر کی طاقت کمزور ہوتی چلی جائے گی ،کافر کمزور اور مغلوب ہوجائیں گے اور اسلام کا غلبہ ہوگا، یہ ہے غلبۂ اسلام کی صورت کہ باہم اتحاد واتفاق کی کوشش کی جائے۔

فائدہ: اتحاد واتفاق کے موضوع پر حضرت تھانویؒ کے افادات پر مشتمل ''امت کے باہمی اختلافات اور ان کا حل'' اس مقصد کے لیے نہایت مفید اور جامع ہیں۔ ابھی غیر مطبوعہ ہے اللہ تعالیٰ جلد اس کی طباعت کا انتظام فرمادے، اسی طرح اس موضوع سے متعلق مولانا صدیق احمد صاحب باندویؒ کے مضامین و مکاتیب کا مجموعہ اسی نام سے شائع ہوچکا ہے، اختلاف کو مٹانے اور اتحاد واتفاق کو قائم کرنے کے لیے اس کا مطالعہ بھی ان شاء اللہ مفید ہوگا۔

• • •

شعبہ دارالافتاء والتحقیق

آپ کے مسائل کا حل

آڑھتیوں کا آپس میں پیسوں کے قرض کا لین دین

منڈی میں موجود آڑھتی حضرات ایک دوسرے سے پیسے قرض بھی لیتے ہیں۔ اگر کسی آڑھتی کو پیسوں کی ضرورت پڑے تو وہ خود یا اپنے کسی منشی کو دوسرے کے پاس قرض لینے کے لیے بھیج دیتا ہے۔ بعض آڑھتیوں نے اپنے منشیوں کو اس بات کا اختیار بھی دے رکھا ہے کہ جب ضرورت پڑے تو دوسرے سے قرض لے لیں۔ دوسرے آڑھتیوں کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ فلاں آڑھتی نے اپنے منشی کو قرض لینے کی اجازت دی ہوئی ہے اس لیے وہ بھی بلا خطر قرض دے دیتے ہیں۔ آڑھتیوں کے درمیان چلنے والے اس قرض کی واپسی کی کوئی متعین مدت طے نہیں کی جاتی بلکہ جب قرض خواہ آڑھتی کو ضرورت پڑتی ہے اور وہ مطالبہ کرتا ہے تو اسے دے دیا جاتا ہے۔ کیا قرض کے معاملے کا مذکورہ طریقہ درست ہے؟

جواب:

سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق آڑھتیوں کا آپس میں قرض کا لین دین شرعاً درست ہے بشرطیکہ اس قرض پر کوئی اضافی رقم نہ لی جائے کیونکہ قرض کی ادائیگی کے لئے کوئی خاص تاریخ یا دن مقرر کرنا اگرچہ فی نفسہ درست ہے لیکن وہ مدت شرعاً لازم نہیں ہوتی بلکہ قرض دینے والا جب چاہے رقم کی واپسی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

لے پالک کا وراثت میں حصہ

ایک مسئلے کے بارے میں دریافت کرنا تھا۔ زید نے ایک بچے عمرو کو متبنّٰی بنایا اور گود لیا، اور باقی اولاد

کی مانند اس کی پرورش کی۔ زید کی وفات کے بعد زید کی حقیقی اولاد نے عمرو کو وراثتی جائیداد میں سے حصہ دینے سے انکار کر دیا، اور یہ موقف اپنایا کہ عمرو لے پالک ہے، اور حقیقی بیٹا نہیں، اس لیے وہ وارث نہیں۔ جبکہ عمرو کا کہنا ہے کہ مجھے لے پالک بنایا گیا، اس لیے میں بھی وراثت میں حصے دار ہوں۔ اس بارے میں شرعی حکم کی وضاحت فرمائیں کہ عمرو شریعت کی رُو سے جائیداد میں حصے دار ہے یا نہیں؟

جواب:

شریعت کی رُو سے لے پالک کا وراثت میں حصہ نہیں ہوتا۔

جینز پینٹ میں نماز پڑھنے کا حکم

جینز کی پینٹ پہن کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا جینز کی پینٹ پہن کر نماز ہو جاتی ہے؟

جواب:

جینز کی پینٹ پہن کر نماز ہو جاتی ہے۔ البتہ مکروہ ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسا چست لباس پہننا کہ جس میں اعضائے مستورہ کی ساخت اور ان کا حجم معلوم ہوتا ہو، جائز نہیں۔ آج کل جینز کی پینٹ بھی چونکہ اتنی چست ہوتی ہے کہ اس میں اعضاء کی ساخت اور بناوٹ معلوم ہوتی ہے، اس لیے ایسی پینٹ پہننا بھی جائز نہیں۔ اور ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنا کہ جس کا پہننا شرعاً جائز نہ ہو، مکروہ ہے۔ جیسا کہ تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنے کو فقہائے کرام نے مکروہ لکھا ہے۔ لہذا آج کل جینز کی پینٹ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

جہیز کی شرعی حیثیت

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچی کو جہیز دینا کیسا ہے؟ اور کیا اس کی ترغیب بھی وارد ہوئی ہے؟ اور نہ دینے والے کو ملامت کرنا کیسا ہے؟

جواب:

ہمارے معاشرے میں جہیز کے بارے میں افراط وتفریط سے کام لیا جا رہا ہے۔ بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ جو جہیز کو محض ایک ہندوانہ رسم کہتے ہیں اور بہت زور شور سے تحریراً وتقریراً جہیز دینے کی سرے سے ہی نفی کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف جہیز کو اتنا ضروری سمجھ لیا گیا ہے کہ جب تک جہیز کا انتظام نہ ہو، اس وقت تک بچی کی شادی ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ لڑکے والے بھی ایسا رشتہ لینے کے لیے عام طور سے تیار نہیں

ہوتے۔ جب تک کہ لڑکی والوں کی طرف سے ایک معتد بہ جہیز ملنے کی توقع نہ ہو۔ بلکہ بعض خاندان اور قوموں میں تو بعضی چیزیں لڑکے والوں کی طرف سے صراحتاً کہہ کر مانگی جاتی ہیں۔

پھر عام طور سے جہیز محض ناموری، شہرت اور پابندی رسم کی نیت سے دیا جاتا ہے اور اس میں اپنی استطاعت کا بھی لوگ خیال نہیں رکھتے۔ بلکہ بعض اوقات قرضے لے کر جہیز کا انتظام کرتے ہیں، اور جب تک استطاعت نہ ہو شادی کو مؤخر کرتے رہتے ہیں۔ نیز لڑکی والے جہیز دے کر یہ سمجھتے ہیں کہ اب اس لڑکی کا وراثت میں کچھ حق نہیں۔ اور اسے وراثت سے محروم کرتے ہیں۔

جہیز درحقیقت اپنی بچی کے ساتھ حسن سلوک واحسان کا ایک معاملہ ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز دینا ثابت ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں ایک چادر اور ایک تکیہ جس میں اذخر کے پتے بھرے ہوتے تھے اور ایک مشکیزہ اور دو چکیاں اور دو مٹکے دیے۔ لہذا جہیز سے متعلق ہمارے دور میں جو افراط وتفریط ہے، اس سے بچتے ہوئے اپنی استطاعت کے مطابق ضرورت کی کچھ چیزیں جہیز میں دیدی جائیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ بلکہ اولاد کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے یہ ایک مستحسن امر بھی ہے۔ اور اس کی اسی حد تک ترغیب بھی دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ یہ درحقیقت اپنی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب ہے۔ چنانچہ بہشتی زیور (473 چھٹا حصہ) میں ہے:

''اور ہر چند دونوں امر (بری اور جہیز) اصل میں جائز بلکہ بہتر و مستحسن تھے کیونکہ بری یا ساچق حقیقت میں دولہا یا دولہا والوں کی طرف سے دولہن یا دولہن والوں کو ہدیہ ہے اور جہیز حقیقت میں اپنی اولاد کے ساتھ سلوک و احسان ہے۔ مگر جس طور سے اس کا رواج ہے، اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہوگئی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اب نہ ہدیہ مقصود رہا نہ سلوک واحسان محض ناموری وشہرت اور پابندی رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بری وجہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے یعنی دکھلا کر شہرت دیکر دیتے ہیں، بری بھی بڑی دھوم دھام اور تکلف سے دی جاتی ہے اور اس کی چیزیں بھی خاص مقرر ہیں۔ برتن بھی خاص طرح کے ضروری سمجھے جاتے ہیں اس کا عام طور پر نظارہ بھی ہوتا ہے، موقع معین ہوتا ہے اگر ہدیہ مقصود ہوتا تو معمولی طور پر جب میسر آتا اور جو میسر آتا بلا پابندی کسی رسم کے اور بلا اعلان کے محض محبت سے بھیج دیا کرتے، اسی طرح جہیز کا اسباب بھی خاص خاص مقرر ہے کہ فلاں فلاں چیز ضروری ہو اور تمام برادری اور بعض جگہ صرف اپنا کنبہ اور گھر والے اس کو دیکھیں اور دن بھی وہی خاص ہو اگر صلہ رحمی یعنی سلوک واحسان مقصود ہوتا

تو معمولی طور پر جو میسر آتا اور جب میسر آتا دیدیتے۔ اسی طرح ہدیہ اور صلہ رحمی کے لیے کوئی شخص قرض کا بار نہیں اٹھاتا لیکن ان دونوں رسموں کو پورا کرنے کو اکثر اوقات قرضدار بھی ہوتے ہیں گو سود ہی دینا پڑے۔''

کپڑے تبدیل کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال۔ کپڑے تبدیل کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا باقی رہتا ہے؟

جواب: کپڑے تبدیل کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

وضو میں استیعاب اور تقاطر

وضو کرتے ہوئے کئی دفعہ یہ صورت حال پیش آجاتی ہے کہ آپ نے ہاتھ پاؤں منہ وغیرہ دھولیا اور صرف پاؤں رہتے ہیں، لیکن وضو ٹوٹ گیا اب دوبارہ وضو شروع کیا۔ سوال یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرتے ہوئے اعضاء تو پہلے سے گیلے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں وضو کی صحت کے لیے تمام اعضا کو بالاستیعاب دوبارہ دھونا پڑھے گا یا دوبارہ اعضا پر اتنا پانی ڈالدینا کافی ہے جس سے تقاطر متحقق ہوجائے؟

جواب:

اس صورت میں پورے اعضا کو تقاطر کے ساتھ ایک دفعہ دھونا فرض ہے۔ کیونکہ شریعت میں وضو کی تعریف یوں کی گئی " غسل الأعضاء الثلاثة و مسح الرأس "۔ اور جب اعضا دھونے میں استیعاب و تقاطر نہ پائے جائیں تو وضو کی مندرجہ بالا حقیقت نہیں پائی جائیگی۔ لہذا تینوں اعضاء کو دوبارہ اس طرح دھویا جائے کہ پورے عضو کو پانی پہنچ جائے اور ٹپک بھی جائے۔

غیر تقسیم شدہ میراث میں زکوٰۃ

3۔ نوٹ: اس بات کو تقریبا 18 سال کا عرصہ اور لڑکے کو فوت ہوئے 8 سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور اس مال پر اس عرصے میں زکوٰۃ بھی ادا نہیں کی گئی ہے اس سلسلے میں کیا لائحہ عمل اختیار ہوا آیا وہ تقسیم کے بعد وارثین پر لاگو ہوگی یا اس مال سے ادا کی جائے؟ بعد از تقسیم۔

جواب: مذکورہ صورت میں گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

• • •

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

اعمالِ قرآنی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے قرآن مجید میں بیان کی گئی انبیاء کرام کی دعاؤں، پریشانیوں کے حل کے لئے قرآنی وظائف اور ہمہ اقسام روحانی وجسمانی امراض سے شفایابی کے لئے کلام اللہ میں بیان کئے گئے نسخہ جات کو یکجا کر کے ایک کتاب "اعمال قرآنی" کے نام سے مرتب کی تھی جس میں مصیبت زدہ عوام اور پریشان حال افراد کے دکھوں اور مصیبتوں کا قرآن مجید کی روشنی میں حل موجود ہے۔آپ بھی کامل یقین کے ساتھ ان پر عمل کر کے اپنی پریشانیوں سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔

آنکھوں کی روشنی کے لیے:

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ O

خاصیت: اس آیت کو ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھ کر انگلی پر دم کر کے آنکھوں پر لگائے، ان شاء اللہ تعالیٰ بصارت میں کمی نہ ہوگی، بلکہ جس قدر نقصان ہو گیا ہوگا وہ جاتا رہے گا۔

بھوک کے لیے:

پوری سورۂ واقعہ (پارہ: ۲۷)

خاصیت: حدیث میں ہے کہ جو شخص اس سورت کو رات کے وقت ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے وہ کبھی بھوکا نہ رہے گا۔

دردسر کے لیے:

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ O

خاصیت: جس کو دردِ سر ہو اس پر تین دفعہ پڑھ کر دم کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ جاتا رہے گا۔

• • •

عبدالودود ربانی

تبصرہ کتب

کتاب کا نام۔ سہ ماہی الزیتون (خاص نمبر شرح صحیح مسلم)
باہتمام ونگرانی: شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی
مدیر مسؤل: مولانا محمد قاسم حقانی تعداد صفحات:423

"الزیتون" خالق آباد نوشہرہ سے شائع ہونیوالا سہ ماہی رسالہ ہے جو کے پی کے کی معروف علمی و دینی درسگاہ جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ کا ترجمان ہے۔زیر تبصرہ "الزیتون" اس حوالے سے ایک شاہکار ہے کیوں کہ اسے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی "تازہ ترین" تصنیف "شرح صحیح مسلم شریف" جیسے علوم حدیث کا بحرِ عمیق کہیں تو بے جا نہ ہوگا سے منسوب کیا گیا ہے۔"تازہ ترین" کا سابقہ اس لئے استعمال کیا ہے کہ مخدوم مکرم ہر وقت کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔جب بھی پتہ چلتا ہے کہ ڈاک میں کچھ کتابیں موصول ہوئی ہیں تو سب سے پہلے مولانا حقانی مدظلہ کی طرف ہی خیال جاتا ہے کہ ضرور انہوں نے ہی کوئی نئی کاوش کی ہوگی اور بارہا ایسا ہی ہوا اور عین ممکن ہے کہ ان سطور کے چھپنے تک ان کی کوئی نئی کتاب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوکر "تازہ ترین" کی جگہ لے چکی ہو۔اللہ کرے زور باز و اور زیادہ۔آمین

سہ ماہی "الزیتون شرح صحیح مسلم نمبر" کہنے کو تو ایک سہ ماہی رسالہ ہے لیکن حقیقت میں یہ 425 صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے جس میں عصر حاضر کی نابغہ روزگار شخصیات اور علمی مشاہیر کے علوم و عرفان کے موتی جابجا بکھرے نظر آتے ہیں۔ زیر تبصرہ "سہ ماہی" ملک و بیرون ملک کے علماء، مشائخ، محدثین، مؤرخین، دانشوروں اور اہل نقد ونظر کے تبصرے و تجزیے اور آراء و افکار، نقد برحق اور تبصروں پر مشتمل ایک جامع اشاعت علماء، اساتذہ اور طلبۂ حدیث کے لئے ایک بیش بہا تحفے سے کم نہیں۔

• • •

جامعۃ دارالتقویٰ

امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء

درجہ	اسم الطالب	اسم الاب	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	امتیازی حیثیت	فیصد
دورہ حدیث	طلحہ عابد	عابد فاروق	۷۰۰	۶۶۶	اول	۹۵٪
	عبداللہ بھٹی	بابر بھٹی	۷۰۰	۶۲۴	دوم	٪۸۹
	سلیمان خان	عبدالجبار	۷۰۰	۶۱۲	سوم	۸۷٪
موقوف علیہ	فیصل محمود	افضل محمود	۷۰۰	۶۶۸	اول	٪۹۸
	محمد عدنان	عادل زمان	۷۰۰	۶۰۱	دوم	٪۸۶
	عبدالرحمان بھٹی	بابر بھٹی	۷۰۰	۵۹۸	سوم	۸۵٪
سادسہ	صہیب شمسی	مسرور شمسی	۷۰۰	۶۸۹	اول	٪۹۸
	محمد عادل	محمد عبداللہ	۷۰۰	۶۸۹	اول	٪۹۸
	عبدالرحیم بھٹی	بابر حسین	۷۰۰	۶۸۰	دوم	٪۹۷
	اسامہ عبدالرشید	عبدالرشید	۷۰۰	۶۸۰	دوم	٪۹۷
	محمد زید	منصور	۷۰۰	۶۶۸	سوم	۹۵٪
خامسہ	محمد کامران	محمد لطیف	۷۰۰	۶۴۲	اول	۹۱٪
	طلحہ منور	محمد منور	۷۰۰	۶۴۰	دوم	۹۰٪
	زاہد خان	حمید خان	۷۰۰	۶۳۵	سوم	۸۹٪
رابعہ	اسامہ عابد	عابد فاروق	۸۰۰	۷۸۷	اول	۹۸٪
	حمیہ احمد	عبداللطیف	۸۰۰	۷۵۴	دوم	۹۴٪
	تجمل حسین	غلام رسول	۸۰۰	۷۵۴	دوم	۹۴٪
	ابوبکر اقبال	محمد اقبال	۸۰۰	۷۱۹	سوم	۹۰٪
	محمد طاہر	محمد لطیف	۸۰۰	۷۱۹	سوم	۹۰٪

ثالثہ	محمد منیب	عبدالحبیب	۸۰۰	۷۹۰	اول	۹۹٪
	محمد عبداللہ	محمد خالد	۸۰۰	۷۶۴	دوم	۹۶٪
	محمد جواد	محمد طارق	۸۰۰	۷۶۲	سوم	۹۵٪
ثانیہ	محمد عبداللہ	گلزار احمد	۸۰۰	۷۷۵	اول	۹۶٪
	حافظ محمد کاشف	حمید اختر	۸۰۰	۷۷۵	اول	۹۶٪
	عجائب یاسین	قاری غلام یاسین	۸۰۰	۷۱۸	دوم	۸۹٪
	حافظ محمد اسماعیل	محمد اقبال	۸۰۰	۷۱۸	دوم	۸۹٪
	محمد رضوان	غلام نبی	۸۰۰	۷۱۱	سوم	۸۸٪
	حافظ محمد عمر	محمد طاہر	۸۰۰	۷۱۱	سوم	۸۸٪
اولیٰ	ابوبکر خان	نگہت زمیں	۸۰۰	۵۸۱	اول	٪۹۶
	محمد عبداللہ	محمد شاہد	۸۰۰	567	دوم	۹۴٪
	عمر بھٹی	بابر بھٹی	۸۰۰	۵۶۷	دوم	۹۴٪
	طہور ارشد	محمد ارشد	۸۰۰	۵۳۹	سوم	۸۹٪
	محمد بلال	محمد اختر	۸۰۰	۵۳۹	سوم	۸۹٪
دراسات دینیہ	محمد انس احمد		۸۰۰	۶۵۳	اول	۹۳٪
	حبیب اللہ		۸۰۰	۶۴۶	دوم	۹۲٪
	مطیع الرحمان		۸۰۰	۶۰۸	سوم	۸۶٪

ZZ (امتیازی حیثیت)

الصف	رقم الجلوس	نام طالبہ	شاخ	امتیازی حیثیت	حاصل کردہ نمبر	فی سہ	کل نمبر
ثانویہ خاصہ سال اول	٤٢	بنت مجیب الرحمان	گلشن راوی	اول		98.3	
	١٤٥	بنت طارق	سمن آباد	دوم		97.0	
	١١١	بنت سید ارشد امین	کینٹ	سوم		96.1	
	١٤٨	بنت شفقت	ازمیر ٹاؤن				
ثانویہ خاصہ سال ثانی	٢٤٩	بنت عبدالمالک	کینٹ	اول		97.6	
	٢٥٤	بنت معاذ (ثانیہ)	کینٹ				
	٢٣١	بنت ادریس	گارڈن ٹاؤن	دوم		97.5	
	١٩٩	بنت ارشد	گلشن راوی	سوم		97.3	
الثالث	٣١٨	بنت بابر	گلشن راوی	اول		97.3	
	٣٢٢	بنت ضیاء الحسن	گارڈن ٹاؤن	دوم		97.2	
	٣٣٤	بنت عبدالمالک	کینٹ	سوم		96.5	
الرابع	٣٦٢	بنت بابر (ثانیہ)	گلشن راوی	اول		95.4	
	٣٥٧	بنت عبدالرحیم	گلشن راوی	دوم		95.2	
	٤٢٣	بنت شاہد	گارڈن ٹاؤن	سوم		94.6	
الاعدادی	٤٧٣	بنت مسرور	گلشن راوی	اول		99.8	
	٤٨١	بنت نصیر	گارڈن ٹاؤن	دوم		99.3	
	٤٤٦	بنت فراز مبارک	شاہدرہ	سوم		96.8	
	٤٧٠	بنت اسماعیل	گلشن راوی				
دراسات دینیہ	٥٢٣	اہلیہ منصور	سمن آباد	اول		99.1	
	٥٢٢	اہلیہ آفتاب	سمن آباد	دوم		98.3	
	٥٢٠	اہلیہ امجد	سمن آباد	سوم		95.1	

الصف	رقم الجلوس	نام طالبہ	شاخ	امتیازی حیثیت	حاصل کردہ نمبر	فی صد	کل نمبر
النساء	٥٣٣	اہلیہ سلمان	ایڈن کالج	اول		99.7	
	٥٣٠	اہلیہ عبدالواسع	ایڈن کالج	دوم		99.2	
	٥٢٦	اہلیہ عمر	ایڈن کالج	سوم		98.2	

Ż امور البیت (امتیازی حیثیت)

الصف	رقم الجلوس	نام طالبہ	شاخ	امتیازی حیثیت	حاصل کردہ نمبر	فی صد	کل نمبر
الرابع	٣٨٩	بنت لیاقت	گلشن راوی	اول		99	
	٣٥٧	بنت عبدالرحیم	گلشن راوی	دوم		98.5	
	٣٥٩	بنت ظہیر	گلشن راوی	سوم		97.5	
الاعدادی	٤٨٨	بنت شاہد	کینٹ	اول		97.5	
	٥١٥	بنت رمضان (اولی)	قصور	دوم		97	
	٥١١	بنت سلیم ملک	سمن آباد	سوم		96.5	

اعلان داخلہ

جامعہ دارالتقویٰ لاہور کے زیر اہتمام

شعبہ حفظ میں داخلہ جاری ہے۔

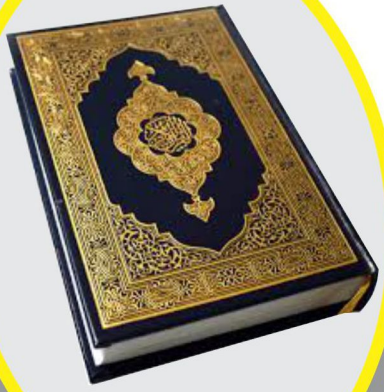

ممتاز تعلیمی خصوصیات

- ★ دو سے اڑھائی سال میں مکمل حفظ قرآن
- ★ لہجے کی عمدگی اور تلفظ کی درستگی پر خاص توجہ دیجاتی ہے
- ★ سرپرستوں سے وقتاً فوقتاً خصوصی مشاورت
- ★ دین کے بنیادی عقائد، مسائل نماز، روزہ وغیرہ
- ★ بچوں کا دینی تشخص قائم کرنے کیلئے نظریاتی اور اصلاحی تربیت
- ★ تجربہ کار اور مستند قاری صاحبان
- ★ ہر سپارے کے مکمل ہونے پر نگران جائزہ
- ★ ہر کلاس میں مناسب تعداد
- ★ مار پیٹ سے پاک ترغیبی ماحول
- ★ ہر بچے کی روزانہ کارکردگی رپورٹ

چوبرجی مدرسہ سیدنا علیؓ متصل جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک، ملتان روڈ، لاہور
فون: 042-37414665, 0333-4312039, 0321-7771130

فیروزپور روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن سبزہ زار کالونی، لکی ہوٹل سٹاپ مین فیروزپور روڈ، لاہور فون: 0301-4506365

شاہدرہ موڑ فرخ آباد، نزد PSO پٹرول پمپ شاہدرہ لاہور فون: 042-37940830, 0300-6896662

باٹاپور متصل جامع مسجد صدیقیہ، جاگیر حسین پورہ، کوٹھی سٹاپ، باٹاپور لاہور۔ فون: 03078841108, 03240043241

بادامی باغ بادامی باغ: جامع مسجد سلطان، سلطان فونڈری عثمان گنج 23 تاج روڈ، بادامی باغ لاہور 0333-2529837

مری شاخ مدرسہ جامعہ دارالتقوی نزد مرینہ ہوٹل عزیز آباد مری 03244970533

ازمیر ٹاؤن 15-A ازمیر ٹاؤن ملتان روڈ لاہور فون: 042-35961794, 0321-3867194

التقویٰ بوائز ہائی سکول

(سائنس و آرٹس)

With New Competent,
Energetic and Professional
Administration

حافظ، غیر حافظ بچوں کیلئے دینی ماحول میں سکول کی تعلیم

ٹرینڈ و تجربہ کار اساتذہ

حفظ کی دہرائی

ٹیسٹ سیشن کا آغاز

عربی و انگریزی پر یکساں فوکس

بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت

یکم جنوری سے

Pre 9th

شخصیت کی تعمیر پر خصوصی توجہ

کمپیوٹر و سائنس لیب

کلاس کا آغاز

58 چوبرچی پارک لاہور

0423-5247910
0300-5553616

عین آرٹ